

ہندوستان بھرتی تبلیغ اسلام کے اہم کام کو سکھوں اور آریوں میں کرنے والا واحد اور اکیلا اختیار

ضوابط

مقاصد

- (۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت بیان کرنا۔
- (۲) آریوں اور عیسائیوں کے حلقوں اسلام کو بھانا۔
- (۳) الامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلنا اعلیٰ عقل و فہم کی ذور کرنا۔
- (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق اسلام میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا۔
- (۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قادیان دارالامان سید محمد یونس

چند سالہ عوام سے دور پیہ جا
شکریہ اہم ارادہ سے امتیازی قیمت پانچ روپیہ
وینے حضرت کے اسمائے گرامی اخبار کے
سرپرستوں کی فرست میں لکھے جائیں گے
اسکے علاوہ جو کچھ دیں وہ عطیہ منظور ہوگا۔

مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۱۶ء

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۱ ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ و دووان! ۱۹۱۶ء

شان محمد

انندیت قلم خباب سید عبد المجید صاحب انجیر
سب پوشا شاعر قادیان در مدح حضرت خلیفۃ المسیح
ثانی ایہ اللہ بنصرہ

روح و جاتم خدائے شان محمد

چوں نباشد کہ نام بد مسعود

پیدا کردہ نہ مادر گیتی

از ازل تا ابد جنیں مولود

در شجاعت پرست و است و

برودہ گوئے ز حاتم وجود

احمد و حامد و محمد را
خالقش از زبان خود بتود

یا خدا این چنین نہیالے را
ز آب رحمت بردہ نوشود نمود

جاہ و اقبال او بود اقزول
و را مال دہ زور پر خنج کہود

از سلیمان یافت او شاہی
در ز پدرش خزینہ مقصود

ہم چو اور از د ان ستر خدا
اندریں وقت کس نہ خواہ بود

از سلمان مدحتش چہ عجیب
در حمت او شنیدہ ام نہ نمود

نیک دیدیم ہر دو عالم را
حق عنایت چو کردہ چشم شہود

عشق یارم گداز کرد چناں
سوختہ اندروں نیامد دود

انچہ را این مدح یار خوش گفتی
سبت امید بخشش از معبود

شکریہ جن دوستوں نے ذرا کی توسیع اشاعت
میں مریانہ سعی فرمائی ہے خاکسار
ایڈیٹر نور انکاتہ دل سے مشکور و دعا گو ہے
آئندہ اخبار میں ان سب احباب کو ام کا نام بنام
شکریہ ادا کیا جائیگا امید ہے کہ دیگر احباب کو ام بھی
نور کی توسیع اشاعت میں مریانہ سعی فرما کر خاکسار کو
دعا اور شکریہ کا موقع دینگے۔

شذرات

سز بینٹ سے

گورنمنٹ کی مراعات

ہوم رول کے دلدادہ اور سز بینٹ کے بھائیال لوگ جس طرح ان دنوں گورنمنٹ عالیہ کے خلاف نہراگل رہے ہیں وہ اگر ہندوستان کی خود مختار حکومت کے نمونوں یعنی دیسی ریاستوں میں سے کسی ایک میں ہوتا تو ہندوستانی فرمانروا ایسے مقرر ہوں یا محروموں کو دار پر لٹکائے بغیر چھوڑتا مگر گورنمنٹ کی وسعت حوصلہ اور مہربانی ملاحظہ ہو کہ سز بینٹ کو خط و کتابت کی بھی ممانعت ہے۔

مگر مشر دادا بھائی کی وفات پر خاتون موصوفہ نے بمبئی تعزیت کا تار بھیجا۔ یہ صریح خلاف ورزی تھی مقدمہ نہ لایا گیا۔ اور مجسٹریٹ نے جرم ثابت پایا۔ مگر یہ مہربانی کی کہ سزا دینے کی عوض صرف فمائش پر قیامت کی۔ ورنہ چاہتا تو کئی سال کی قید کی سزا دے سکتا تھا جسرت موہانی کو نظر بندی میں خط و کتابت کرنے کے جرم میں ہی دو سال قید سزا ہوئی تھی جو پیل دراپیل پر ہائی کورٹ میں بھی قائم رہی تھی۔

مہمصر وطن کے ایک نامور ہندوستان کی موجودہ سیاسی ہل چل میں سز بینٹ

کی روش کو ناپسند کرتے ہوئے مسلمانوں کو دہی مفید شہورہ دیتے ہیں جو احمدی پریس برسوں سے دے رہا ہے اور کہتے ہیں کہ سز بینٹ یا سزا دیو (۱) وہ اول درجہ کی ناخدا پرست ہیں۔ بہت پرستی کی تاکید میں پکڑ دیتی رہی ہیں۔

(۲) انہوں نے بنارس میں ایک کالج جاری کیا جس میں مسلمان بچوں کو تعلیم پانے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ صرف ہنود کے لیے۔

(۳) وہ اپنے آپ کو صوفی بتاتی ہیں۔ مگر ہندوستان میں جتنی شیا سو فٹ سوسائٹیاں قائم کیں۔ انہیں بھی

اکثر ہندو ہی ممبر ہیں اور ان کا ارتداد مسلمانوں سے اچھا نہیں۔

(۴) جہاں تک جتنے ان کے کارنامے دیکھے ہیں انہیں ایک بات بھی ایسی نہیں جو مسلمانوں کے یا اسکی قوم کے یا ان کے مذہب کے لیے مفید ہو۔

(۵) وہ آنادی پھیلاتی ہیں۔ اور ان میں ایک جوش ہے جو بیشک سلطنت کے لیے خوفناک ہے۔

تو یہ ہے ان مسلمان اخباروں۔ مسلمان لیڈروں اور مسلمان لیگوں پر جنہوں نے سز بینٹ کے لیے جلسے کیے۔ اور رزلوشن پاس کیے۔

ایک ایم۔ اے کا ہمعصر ہمد۔ کسی مسلمان ایک ایم۔ اے کا ذکر کرتا ہوا۔ رقمطراز ہے۔

رو میرے ایک مسلمان دوست نے جو ایم۔ اے ہیں اور تاریخ اسلام پر ایک وسیع نظر رکھتے ہیں۔ اپنا یہ عقیدہ بیان کیا۔ کہ کسی ہستی کے سامنے خواہ وہ خدا ہے۔ وہ چل ہی کی ذات ہو۔ ہم کتنا انسان کی خود داری کے خلاف ہے۔ لہذا نماز اور دیگر ارکان اس خیال سے ادا نہیں کرنے چاہئیں کہ ہم خدا کے سامنے تضرع و تذلل کرتے ہیں بلکہ اگر قوم کا تمدن و اخلاق ناقص غیر ترقی یافتہ اور ابتدائی حالت میں ہوں تو یہ ارکان اپنے دوسرے فوائد مثلاً یک رنگی اتحاد و انضباط اوقات۔ عادت استقلال و جفا کشی وغیرہ کے لحاظ سے ادا کیے جاسکتے ہیں ان کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اس عقیدے میں منفرد نہیں بلکہ ان کے بھائیوں اور بھی اور ہوتے جاتے ہیں۔ خدا کی قدرت اسلام کا دعویٰ نقل اس اندہ جتنی یہ کیوں کہ ان جیسے نادانیت پر

آریہ سماج کی موجودہ حالت

ان دنوں ہو رہی ہے اور جس طرح کچھ بنیاد پر اٹھتی ہوئی شیر طہری کا اندازہ ذیل کے واقعات سے ہو سکتا ہے۔ جو مسافر اگر وہ اپنے ۲۶۔ جون کے اشوکے صفحہ ۷ اور کالم ۲ پر اس طرح رقمطراز ہیں۔

کی طرف سے ڈاکٹر ڈھلا رام نے دھچھو والی سماج کی لائبریری کے متعلق ایک مقدمہ رائے ٹھا کر دت پارٹی پر کر دیا ہے دوسری طرف رائے ٹھا کر دت پارٹی کی طرف سے ایک مقدمہ لالہ شیا م لال اور پنڈت روپ لال کی طرف سے پرکاش پارٹی کے ۵۲ آدمیوں پر ۱۵۔ جون کو کر دیا گیا یہ مقدمہ اس لیے ہے۔ کہ ان بادن آدمیوں نے ۱۲۔ مئی کو سماج میں شور و شر کیا اور نیا سماج دھچھو والی آریہ سماج کے نام سے ناجائز طور پر قائم کر لیا۔ تاکہ آریہ سماج دھچھو والی کی جائداد و معاملات میں دخل اندازی کریں اور حق جمائیں۔

اس لیے رائے صاحب کی پارٹی نے عرض کیا ہے کہ مدعیاں مستدعی ہیں کہ ڈگری استقراری اس امر کی دیجائے کہ اول مدعا علیہم اصل آریہ سماج دھچھو والی کے آریہ سمجھا سونہیں۔ اور اس لیے مدعا علیہم کو اس سماج کے سادھارن سمجھا کے اجلاس میں جو بنرض انتخاب عمدہ داران و ممبران انترنگ سمجھا کچا وے شامل ہونے و ووٹ دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اور نہ ان کا دھچھو والی سماج کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے انتظام اور قبضہ کا کوئی حق ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ سنا گیا ہے کہ رائے ڈھلا رام نے آریہ پر قی مذہبی سمجھا کے بھان سکڑی اور خزانچی کو نوٹس دیا ہے کہ سمجھا کا حساب کتاب دکھلایا جاوے کیونکہ اسمیں گڑ بڑ بتلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ اس حساب کتاب کی گڑ بڑ کے متعلق کئی ایک مقدمات دائر ہونگے یا

جناب مولوی عبدالحی صاحب مولوی فضل الرحمن لکھتے ہیں: ”الحمد للہ کہ ایک خاندان جسکو میں ایک صوفی اسلام کا طرف تحریک کر رہا تھا اور قاضی عبداللہ صاحب حضرت مفتی صاحب نے بھی انکو کئی دفعہ تبلیغ کرائی تھی۔ تاخیر کے فضل طیب خاطر حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر داخل اسلام ہوا پہلے نام یہ ہیں: مشر ای ٹالو مسٹی۔ سز ای مسٹی۔ مس جے مسٹی۔ ایڈورڈ مسٹی۔ مسٹر کرنی گن۔ مس سی وک۔ مسٹر صغریٰ مگ ناکی۔ اسلامی

جناب مولوی عبدالحی صاحب مولوی فضل الرحمن لکھتے ہیں: ”الحمد للہ کہ ایک خاندان جسکو میں ایک صوفی اسلام کا طرف تحریک کر رہا تھا اور قاضی عبداللہ صاحب حضرت مفتی صاحب نے بھی انکو کئی دفعہ تبلیغ کرائی تھی۔ تاخیر کے فضل طیب خاطر حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر داخل اسلام ہوا پہلے نام یہ ہیں: مشر ای ٹالو مسٹی۔ سز ای مسٹی۔ مس جے مسٹی۔ ایڈورڈ مسٹی۔ مسٹر کرنی گن۔ مس سی وک۔ مسٹر صغریٰ مگ ناکی۔ اسلامی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اخبار نور قادیان دارالامان

مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۷ء

تعلیم نسواں ہماری سخت پڑی

عورت بڑھکر مرد کا اور کوئی رفیق اور دلی دوست نہیں ہو سکتا۔ اور انسان زیادہ سنجیدہ معاملات میں اپنی دلی دوست کے ہی مشورہ لیا کرتا ہے۔ ہندی میں یہ ایک عام ضرب المثل ہے۔
موزے کا گھاؤ رانی جانے یا راؤ۔

سچ پوچھو تو خانگی امورات میں عورت وزیر ہے انسان ہر ایک کے ساتھ ہر ایک معاملہ میں گفتگو نہیں کر سکتا بعض معاملات تو اس قدر سنجیدہ ہوتے ہیں کہ سوا عورت کے مرد اور کسی کے اشارے اور کنایتا بھی ذکر نہیں کر سکتا مگر جب دلی دوست اور شیر کار اُن پڑھ اور ناعاقبت اندیش ہو تو مشوروں میں جتنی بھولیں اور مشکلات اور کجی کا احتمال ہو سکتا ہے وہ کوئی لکی چھپی بات نہیں ہے۔ اور جب اُن پڑھ اور ناعاقبت اندیش رہا تھی تو مشورہ طلب کیا جاتا ہے اور جو بے علمی کے اسے مشورہ میں عموماً خامی اور کجی ہوتی ہے اور مرد کو جب اس کا تلخ نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے تو پھر وہ بے گناہ بے چاری عورت پر ناقص العقل کا فتویٰ جڑ دیتا ہے مگر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :-

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فصل بد تو خود کریں اور لعنت کریں شیطان پر

حالا نچ پڑی کبھی عرفوں نے ایسے ایسے جو ہر عقل دکھلائے کہ بڑے بڑے عالم و فاضل مردوں کو بہت پیچھے چھوڑ گئیں تاکہ دل فرانس کا مشہور و معروف وزیر جس نے اپنی خوش اسلوبی سے فرانس میں حیرت انگیز تبدیلی کی۔ وہ کہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کی وجہ سے نیک دل اور نیک مزاج بنا رہا یورپ کا مشہور و معروف فاتح نہولین کہتا ہے کہ میری عالم والدہ نے میری تربیت میں سلیقہ شعاری کا اظہار کیا۔ او مجھے ایسے سلجے میں ڈھالا۔ کہ میں والدہ کی حسن تربیت

کی وجہ سے ایک معمولی شخص کی حیثیت سے ترقی کرتا گئی بادشاہ کے دربار کو پہنچ گیا ہوں۔ غلہ آٹیاں دادا بھائی فرد جی جو ایک معمولی حیثیت سے بام اوج پر پہنچا۔ وہ ہمیشہ اپنی والدہ مکرہ کی توصیف کے گیت گاتا رہا۔ جس نے عمدہ کیریکچر عمدہ علم عمدہ دانائی اور عمدہ اخلاق سے مستفیض کیا۔ حضرت کرشن غلیہ السلام جو خدا داد ذہن سے مزین تھے۔ جن کے باریک فلسفہ نے ناممکن کو ممکن کر دکھلایا۔ جن کے زیرک طبع کے نتیجے میں گیتا کا ترجمہ آج متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے۔ مگر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کرشن غلیہ السلام سے خط و کتابت کرتی ہے۔ تو حضرت کرشن کو بھی کہہ سکتی ہیں کہ دانائی اور تدبیر کی داد دینی پڑتی ہے یہ کیوں کہ کہہ سکتی ہیں ایک عالم عورت تھی۔ اس نے ناقص عقل کے سائن بورڈ کو بھی طرح انا پھینکا تھا۔ جنھوں نے کبھی ہندی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے خاتون بکيا کا قصہ ضرور پڑھا ہو گا۔ جو کوتوال کے راجہ کے وزیر کی بیٹی تھی جس نے اپنے زور علم سے اپنے باپ کو ظالم اور سفاک کے الزام سے بچا کر رحم دل بنا دیا۔ او ایک خطرناک دشمن کو سب سے بڑھ کر خیر خواہ بنا دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ۔ زیب النساء۔ نور جہاں کیسی عالمہ ہو گزری ہیں۔ انگلستان میں الزبتھ ملکہ میری او ہندوستان میں پریم دیوی رضیہ بیگم نے سلطنتیں کیں۔ اور ہماری مہربان فلک جناب فمر رکا ب حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند بالقا۔ خود عورت تھیں۔ غرضیکہ پڑھی لکھی عورتیں جن تدبیر اور سلیقہ شعاری میں کسی صورت میں بھی مردوں سے پیچھے نہیں رہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اچھے اچھے مردوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئیں۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد علم دوست دنیا ہو۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ ہم بنیاد یعنی بچوں کی ماؤں کو زور علم سے مستفیض کریں۔ پڑھی لکھی عورت بچوں کو علم دوست اور نیک چلن دینا اور کفایت شعار بنا سکتی ہے۔ آج کل جو مسلمان کڑے علم جاہل اور دینداری سے کوسوں دور ہیں۔ اس کی

یہی وجہ ہے کہ ہم تعلیم نسواں سے بہت دور ہیں۔ ایک وقت تھا جبکہ دین و دنیا سے بے خبر مسلمان انگریزی تعلیم سے متنفر تھے۔ مگر جب دیکھا کہ ہمسایہ اقوام نئی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر دنیوی رفعت کی طرف بڑی عجلت سے تیز گام ہیں۔ تو پھر کہیں جا کر مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں۔ یہی حال تعلیم نسواں کا ہے۔ حالانکہ مسلم خواتین جو پردہ میں رہتی ہیں۔ انہیں تعلیم سے آراستہ ہونے کے لئے اشد ضرورت ہے۔ جن اقوام میں پردہ کا رواج نہیں ہے وہ عورتیں تو ایک دوسرے سے گفتگو کر کے کسی معاملہ کی نسبت صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتی ہیں۔ مگر بے چاری پردہ عورتیں جنہیں سوائے اپنی گھر کی چار دیواری اور حصار برقع کے علاوہ اور کچھ علم ہی نہیں ہے۔ اور اگر تم زور علم سے بھی انہیں بے علم رکھو گے۔ تو بتلاؤ کہ وہ تمہارے لئے کس طرح اور کیسے اچھے راضی کا ثبوت دے سکتی ہیں۔ وہ تمہارے معاملات میں کس طرح صائب رہ سکتی ہیں اور تم ان سے کیسے عمر مشیر بننے کی امید رکھ سکتے ہو۔ ایک پردہ دار عورت کے لئے علم سے مزین ہونا اشد ضروری ہے۔ مگر یہاں اتنی گنگناہ رہی ہے۔ اور تو اور ہمسایہ اقوام کی جیستی اور فرض شناسی بھی ہماری رگ حسیت کو جنبش نہیں دے سکتی۔ آریہ قوم نے تعلیم نسواں میں جس قدر ترقی کی ہے۔ وہ صرف اسی امر سے ظاہر ہے کہ بی۔ اے لیڈیاں صرف آپ کو آریہ صاحبان میں ہی نظر آئیں گی اس اندازہ لگاؤ کہ تعلیم نسواں کا انتظام اٹکے اپنے منہ خیال اسکے ہاں کیسا باقاعدہ اور مستقل ہے۔ آریہ صاحبان میں انٹرنس پاس لڑکیاں تو کثرت سے نظر آئیں گی۔ اب ذرا کچھ صاحبان کی فرض شناسی ملاحظہ فرمائیے کچھ کنیاں مہا دیالہ فیروز پور میں انٹرنس تک نہایت باقاعدگی سے لڑکیوں کو تعلیم دیکھاتی ہیں۔ یہ مدرستہ البنات سکھوں کے ہاں بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور کثرت سے سکھ لڑکیاں اس مہا دیالہ یا ہائی سکول میں پڑھتی ہیں۔ اور ٹوٹل سکول میں جو امرت سر۔ گوجر افالہ۔ کیرون (ضلع لاہور) لاہور۔ راولپنڈی۔ جموں۔ میرپور۔ سیالکوٹ میں جاری ہیں۔ لاہور اور دہلی والی میں یم لڑکیوں کے لئے سکول جاری ہیں۔

اور علاوہ اس کے کنیا ہادیہ فیروزہ پور میں عورتوں کیلئے جوئیر اور سینئر ٹریننگ کلاسیں بھی کھولی ہوئی ہیں۔ اسکے علاوہ پرائمری سکول تو سینکڑوں ہی ہیں یہ عدلوں کے ہیں جس تیزی سے سکھ قوم ترقی کر رہی ہے اس سے امید ہوتی ہے کہ آج شش ماہ میں سکھ صاحبان نے تعلیم نسوان میں پہلے سے دگنی ترقی کر لی ہوگی۔ آئیے اب ذرا دیو سماج کی ترقی ملاحظہ فرمائیے۔ دیو سماج ایک چھوٹی سی جماعت ہے اسکے افراد کی گنتی بہت محدود ہے مگر بقدر یہ محدود جماعت ہے تعلیم نسوان میں اتنی ہی غیر محدود ہے اسی سال دیو سماج کی ایک لڑکی نے نہایت خوبی سے ایف۔ اے کا امتحان پاس کیا ہے پانچ میں لڑکوں کے کئی ہائی سکول اور پرائمری سکول ہیں اور اسکے علاوہ آٹھ ناری آشرم ہیں جس میں بڑی عمر کی عورتیں تعلیم و تربیت حاصل کرتی ہیں۔ یہ اس چھوٹی سی جماعت کی تعلیمی دلچسپی کا حال ہے۔

ہماری جماعت کو جسے ہرنیکی اور خیر کے کام میں دوسروں کے لیے ایک نمونہ ہونا چاہیے تھا تعلیم نسوان کے عملی کام کے لیے جب ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھتے ہیں تو یقیناً سمجھتے ہیں ہمارے ندامت کے آئینہ ہو جاتے ہیں۔ کہاں ہماری جماعت کا یہ پروگرام کہ ہم ہرنیکی میں دنیا کے لیے نمونہ ہیں اور گناہ گار یہ مان کر صرف اسلام ہی ہے جو مستورات کے لیے حقوق مساوات کی پاسداری کے واسطے آواز بلند کرتا ہے۔ اور پھر کہاں ہماری یہ کم ہمتی کہ اس قدر عظیم الشان جماعت جو ہرنیکی میں دنیا کے لیے ایک نمونہ ہو وہ ایک بھی مستورات کے لیے رہ درس گاہ نہ رکھتی ہو۔ آجکل قادیان میں جو زمانہ مدرسہ ہے اس کا عدم وجود برابر ہے اس مدرسہ کی اہمیت کا اندازہ صرف آپ اسی ایک بات سے لگا سکتے ہیں کہ بے چاری اول مدرسہ ہرنیکی بھی پاس نہیں جو لڑکیاں اس درس گاہ سے تعلیم حاصل کرتی ہیں اسی سے آپ اندازہ لگا لیں کہ ان کے نکتہ نگاہ کی رسائی کس درجہ تک ہوگی۔ زمانہ سکول کا موجودہ سٹینڈرڈ بعد وقت لوٹ پرائمری کے برابر

ہوگا۔ کہا جائیگا کہ استانیاں نہیں ملتیں کیا کیا جاوے مگر تجربہ اس امر کا ساتھ نہیں دیتا۔ شیخ محمد یوسف نو مسلم کی بیوی (ایڈیٹر فور نہیں یہ اور محمد یوسف تھے جو عیسائیت سے مشرف یہ اسلام ہوئے تھے غالباً آجکل ایسٹ آباد ہیں) جو اچھی تعلیم یافتہ تھی اور قادیان میں سنہ ۱۹۱۷ء یا ۱۹۱۸ء روپیہ ماہوار پر زمانہ مدرسہ میں ملازم تھی جس سے اس کی حالت بھی اچھی تھی اور یہ نو مسلم میاں بیوی کسی پر بوجھ بھی نہ تھے اور قادیان کی زندگی جو ایک نو مسلم کے لیے خصوصیت سے نعمت غیر ترقی سے مستفیض ہونے کا بھی موقع ملتا تھا مگر ایک یا دوسری وجہ سے اس بیچاری کو سکول سے الگ کیا گیا اور غالباً آجکل وہ ایسٹ آباد میں ۱۹۱۷ء یا ۱۹۱۸ء روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔ اسکے بعد ایک دوسرا انتظام ہوا جو گواہی اعلیٰ تو نہ تھا مگر تسلی بخش ضرور تھا۔ مگر اس انتظام سے بھی زیادہ دیر کے لیے فائدہ نہ اٹھایا گیا اور مشکل سابق اسے بھی ایک یا دوسری وجہ سے سکول سے الگ کیا گیا۔ یہ اس لیے کہ ہمارے بعض ناظم دوست جگہ کے لیے آدمی کی تلاش کی بجائے آدمی کے لیے جگہ کی تلاش کو زیادہ پسند فرماتے ہیں ممکن ہے بعض دوست یہ کہیں کہ علانیہ تحریر کی بجائے بہتر ہو تا کہ براہ راست ذمہ دار افسر کو مکہ دیا جاتا مگر مجھے قاضی اکمل صاحب کی بات اس وقت پسند آئی جو انہوں نے تشیخہ جلد ۱۱ نمبر ۱۱۱۱ بابت ماہ نومبر و دسمبر کے صفحہ ۱۲ پر چلیستان یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ماکے تحت لکھا تھا کہ قادیان کی ہر ایک چیز بیکار ہے اس لیے اس پر نکتہ چینی ہونی چاہیے اور کسی اصلاح کے لیے نقصوں کا بتلانا ضروری ہوتا ہے۔

میری دلی خواہش ہے کہ جلد سے جلد زمانہ مدرسہ کی اصلاح کی طرف ذمہ دار دوست توجہ فرمادیں اگر زیادہ نہیں تو اسے فی الفور کم از کم درنیکٹر ٹرل تک کر دینا چاہیے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی

چیرہ چیدہ کتاب میں خصوصیت کے کورس میں شامل ہونی چاہئیں تاکہ طالبات حضرت اقدسؑ کی تعلیم سے مستفیض ہو سکیں۔ ہمیں روز آتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ باپ بڑا مخلص اور خوشیلا آخری سے مگر اولاد ایسی کہ اسے احمدیت سے کچھ بھی نہیں یہ کیوں محض اس لیے کہ تعلیم نسوان سے بالکل بے پروا ہیں بچہ ہر وقت بالی کی گود میں رہتا ہے۔ باپ کی صحبت سے بہ نسبت والدہ کے بہت کم مستفیض ہونے کا موقع ملتا ہے اس لیے بچہ باپ کی بجائے ماں کے عادات اور خصلتوں سے زیادہ حصہ لیتا ہے۔ جس صورت میں والدہ بوجہ بے علم ہونیکے احمدیت سے بالکل بیگانہ ہے تو باپ کا مخلص اور خوشیلا ہونا بچہ کے لیے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مثل مشہور ہے کہ جتنا بوجہ اس طرف کو جھکا جاتا ہے۔ ہمیشہ اسی طرف کا ہو جاتا ہے۔ ہوش آنے پر خواہ بچے کو کتنا بچایا جائے۔ مگر وہ خیالات وہ عادات جو بچپن سے لیکر اس وقت تک بچے کی طبیعت تانیہ ہو چکے ہیں۔ وہ دور ہوتے ہوتے ہی ہونگے۔ اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اور ہماری آئندہ نسل احمدیت کی نعمت سے مستفیض ہو کر حیات داریں کی وارث بنے۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ ہم تعلیم نسوان پر زیادہ زور دیں۔ خدا کرے کہ ذمہ دار افسر ہماری اس ہمدردی اور خیر خواہی پر کان دہریں مضمون کچھ لمبا ہو گیا۔ فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اگر مناسب ہو تو انشاء اللہ نعلائے دوسرے اشو میں اور بھی عرض کروں گا۔

اطلاع جناب پنڈت وشنودت بی۔ اے ایل ایل بی وکیل پرنسپل آریہ سماج فیروز پور سے لکھتے ہیں کہ آریہ سماج فیروز پور کے سالانہ جلسہ متعلق ۲۶-۲۷ ستمبر ۱۹۱۷ء کو ایک شہر میں کانفرنس ہوگی جس میں امام اور امامی کتاب کے متعلق تحریری مضامین مختلف مذاہب کے چیدہ اصحاب کی جانب سے پیش کیے جائیں گے۔ عیسائی۔ اسلام۔ سکھ۔ باہی۔ دیو سماج۔ براہم سماج۔ راہہ سوامی۔ سائن دھرم یا کسی دیگر مذاہب کے چیدہ اصحاب کی خدمت میں تمنا ہے کہ وہ اگر اس موقع پر اپنے

حضرت صاحب کے حکم سے
منجانبہ گجرات میں تبلیغ کیلئے
جائنا پڑا۔ جہاں خاکسار کے لیے
نئے آریہ و سکھ صاحبان میں
میں چل دال دی۔ یہی وجہ ہے
یہ اس کے شائع ہوا۔

یہ اس کے شائع ہوا۔

گورو گوبند سنگھ اور مسلمان

KHILAFAT LIBRARY

نہایت

جب گورو صاحب نے یہ دیکھا کہ حلوہ ماندہ کھانے والے ریاکار لوگ بھی شامل ہوئے ہوئے ہیں جو دراصل منافق ہیں وقت پڑے پر فوراً پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتے ہیں اسلئے گورو صاحب نے منافق اور مخلص کا امتحان کرنا چاہا اور ایک خیمہ استادہ کیا گیا اور گورو صاحب پر نہ تلواریں نہ خیمہ کے آگے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اس وقت گورو کے پیاروں کے سروں کی ضرورت ہے وہ آئیں اور چند لحوں کی تکلیف کے عوض دائمی راحت اور خوشی کو حاصل کریں یہ کڑی آزمائش دیکھ کر حلقہ حلوہ ماندہ کھائیو الے تھے وہ سب کے سب رنوک ہو گئے ہاں جنکے دل میں گورو کی محبت تھی اور جنہیں گورو کے ساتھ سچا پریم تھا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ گورو کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور بولے

ایہ تن بلس کی بیلٹری گورو اورت کی کان

سبس دیئے جو گورو ملے تو بھی ستاجان

گورو صاحب نے ان مخلص لوگوں کو ریاکاروں اور منافقوں سے الگ کر لیا اور اس کا نام ”مخالصہ“ رکھا۔ چونکہ پہاڑی راجوں کی آئے دن کی شرارتوں سے گورو ہمارا راج تنگ آگئے تھے وہ کوئی کمینہ سو کہینہ چالی نہ تھی جو پہاڑی راجاؤں نے گورو صاحب کے برخلاف نہ چلی ہو۔ آخر تنگ آکر گورو صاحب نے بھی اپنے جیلوں کو حکم دیا کہ اب صبر کا وقت نہیں ہے اب کھلم کھلا پہاڑی راجاؤں کا مقابلہ کرو انکو ٹوڑ دینا۔ جس قدر تم کو تنگ کیا ہے تم بھی اب اپنے دل کا بخار نکالو۔ جس قدر مذہب اقوام میں مدافعت جنگ کے کسی نے بھی منع نہیں کیا بلکہ قوم کی زندگی کے لئے مدافعت پہلو ایسا ہی ضروری ہے جیسا انسانیت بقا کیلئے ہوا۔ لازمی ہے۔ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں پر دواز سے کہتے ہیں اور اسلامی

جنگوں کو بڑے سے بڑے سانچے میں ڈھال کر دنیا کے سامنے پیش کرنا اعلیٰ درجہ کا کار خیر سمجھتے ہیں جائیں وہ لوگ ذرا حضرت رام چندر کی سوانح پر نظر ڈالیں کہ کس قدر تنگ آکر انکو بھی راؤن کے مقابلہ میں اپنی تلوار سوتنی پڑی۔ جائیں وہ ذرا پیارے کرشن کی زندگی پر نظر ڈالیں جنہوں نے مدافعت جنگ میں ہر وقت تپتی ہوئی تباہ کر دیا آج کل یورپ میں جو جنگ عظیم اور مہابھارت شروع ہے۔ دیکھو اس میں ہمارے سرکار درہمقدار جب تنگ آئے قائم ہو جائے مدافعت جنگ کو برابر جاری رکھتا چاہتی ہے۔ جو قوم اپنے بچاؤ کے لئے اسباب مہیا نہیں کرتی وہ بہت جلد دنیا میں پاٹی ہو جاتی ہے۔ اس لئے گورو صاحب کو بھی آخر پہاڑی راجاؤں سے تنگ آکر تلوار میان سے سوتنی پڑی اور پہاڑی راجاؤں کو ناکوں چنے چبوائے کہ انکے تقریباً چار ہزار آدمی مارے گئے۔ بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ پہاڑی راجاؤں نے گورو صاحب کو کھلم کھلا یہ پیغام دیا تھا کہ تم اندو (جو گورو صاحب کی زرخیر جگہ تھی) کو خالی کر دو مگر گورو صاحب نے انکار کیا پہاڑی راجاؤں نے اور دھکیاں دینی شروع کیں پھر گورو صاحب نے بھی انکے برخلاف علانیہ جنگ شروع کر دی واقعات خواہ کچھ ہوں۔ مگر اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گورو صاحب نے محض تنگ آکر پہاڑی راجاؤں کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھائے۔ جب گورو صاحب کے مقابلہ میں پہاڑی راجاؤں کو سخت ترین ہزیمت اٹھانی پڑی تو پہاڑی راجگان اور بھی زیادہ سٹ پٹائے اور ہر ایک راجہ کو راجپوتی شان کی قسم دی کہ اگر گورو صاحب کی طاقت کو نہیں توڑا جائیگا تو پھر یہ انکی بڑھتی ہوئی طاقت ہمیں نیست و نابود کر دیگی اس لئے سب ملکر صوبیدار سرمنڈ کے حضور حاضر ہوئے اور گورو صاحب کے مقابلہ کے لئے مدد کی درخواست

کی۔ بعض جگہ تو یہ لکھا ہے کہ اس غرض کے لئے ہمیں ہزار روپیہ صوبہ سرمنڈ کی نظر کیا گیا اور بعض جگہ یہ لکھا ہے کہ علاوہ تعلقات کو زیادہ راسخ اور مضبوط کرنے کے لئے عہد اکبر کی یاد کو تازہ کیا گیا۔ صوبہ سرمنڈ فوج کا کثیر حصہ گورو صاحب کے مقابلہ کے لئے پہاڑی راجاؤں کے ساتھ کر دیا چونکہ مقابلہ کی فوج زیادہ تھی اس لئے گورو صاحب نے علانیہ میدان میں لڑنے کے بجائے اندر پر قلعہ میں محصور ہو کر مقابلہ کو زیادہ محفوظ سمجھا۔ پہاڑی راجاؤں نے شاہی فوج کے ساتھ ملکر ۱۰ لاکھ سترہ سٹ کے مقام کیرت پور گورو صاحب پر حملہ کر دیا اور گورو صاحب محصور ہو گئے۔ گورو صاحب کے بہت سے آدمی بھی اس جنگ میں کام آئے رستہ بھی ختم ہو گئی آخر تنگ آکر گورو صاحب کسی طریقہ سے رنج کر قلعہ سے باہر صاف نکل گئے جو پہاڑی راجاؤں کو یہ معلوم ہوا کہ باوجود ہماری ان شدید کوششوں کے گورو صاحب صاف بچ کر نکل گئے تو انکے رنج و غصہ اور غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی اور مارے غصہ و رنج کے اپنے ہاتھ کاٹنے شروع کر دیئے کیونکہ وہ گورو صاحب کا سر نیزہ پر دیکھنا چاہتے تھے گورو صاحب نے اندر پور سے نکل کر ملک کے مختلف حصوں میں گھومنا شروع کیا وہ پہلے راجہ سوہی کے علاقہ میں گئے۔ اس کے بعد راجہ بھنیر کے ہاں چلے گئے ان راجاؤں کو اس وقت تک گورو صاحب کے کوئی غنا نہ تھا کیونکہ گورو صاحب راجہ کے لئے پیش قدمی کے واسطے نہ پہلے تیار تھے اور نہ اب۔ گورو صاحب نے جو کچھ بھی کیا محض مدافعت جنگ میں۔ چنانچہ اس طرح بھارت دشت نوردی راجہ کلموٹھ نے گورو صاحب کی جماعت پر حملہ کر کے انکو لوٹ لیا تو سکھوں کی رگ جیت پھر جوش میں آئی اور انہوں نے راجہ کلموٹھ کے حملہ کی مدافعت پر کمر ہمت کو چست کیا۔ راجہ کلموٹھ

کی اعانت کے لیے جو انکھی کا منت بھی ایک خاصہ
دست دیوی کے پاسوں کا لیکر آٹا اور مردوں نے
ہندوؤں کے جذبات کو اس طرح بھڑکانا شروع کیا کہ
گورو جینو اور چوٹی کا سخت دشمن ہے۔ دیوی دیوتا
کی پوجا سے لوگوں کو منع کرتا ہے۔ تیرتھوں پر جانے
سے روکتا ہے۔ ویدوں کی منبرا کرتا ہے۔ اس لئے
گورو صاحب کے مقابلہ میں سب ہندوؤں کو راجہ کلموٹہ
کی ضرورت کو دیکھ کر فیصلہ کیا۔ ہمت کے اس آپدیش کو
سنگرہت سے ہندو جوش میں آگئے اور سب گورو
صاحب کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بڑی
زبردست لڑائی ہوئی۔ مگر خدا کی شان گورو صاحب
کے مقابلہ میں دیوی دیوتاؤں کے پوجاریوں کو
شکست فاش ہوئی راجہ کلموٹہ جنگ سے منہ
موڑ کر میدان سے بے طرح بھاگ نکلا سکھوں نے
ہمت صاحب کی خوب دوکت کی۔ گورو صاحب
پر جو دیوی پوجا کا الزام لگایا جاتا ہے یہ واقعہ نہایت
شدد سے اسکی تردید کرتا ہے۔ اگر گورو صاحب
دیوی کے پوجاری ہوتے تو یہ بالکل صاف اور ظاہر
بات تھی کہ جو الالکھی یا جو الادیوی کا ہمت ہرگز
ہرگز اس طرح گورو صاحب کے برخلاف لڑائی کے
لئے نہ اٹھتا اور ہندوؤں کے جذبات سے اس طرح
اپیل نہ کرتا کہ گورو صاحب دیوی دیوتا کی پوجا کے دشمن
اور ہندو دھرم کے بیزار ہیں۔ یہ واقعہ نہایت
صریح اور صاف الفاظ میں دیوی پوجا کا الزام جو
گورو صاحب پر لگایا جاتا ہے اسکی تردید کرتا ہے۔
خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا دیکھنے والی بات یہ ہے
کہ گورو صاحب کی جتنی بھی لڑائیاں ہوئیں وہ
ہندوؤں کے ساتھ اور ہندوؤں نے ہی سبکے
پہلے گورو صاحب کی طاقت کو کچلنے کے لئے ہتھیار
اٹھائے۔ اگر مسلمان لڑائی میں شامل ہوئے
تو وہ محض ہندو راجاؤں کی شہید کو کشش
اور چال بازیوں کی وجہ سے۔ ہندو راجاؤں نے
جب گورو صاحب کو اس طرف لڑائی میں مصروف
پایا تو گورو صاحب کی عدم موجودگی میں ہندو

راجاؤں نے انڈپور کو لوٹ کر بالکل ویران کر دیا
عمار توں تک کو منہدم کر دیا۔ اور ایسا کرنے کے
بعد ہندو راجے بالکل بے فکر ہو گئے کہ اب گورو
کو بندہ سنگھ انڈپور نہیں آسکے گا۔ راجہ کلموٹہ
کو شکست دینے کے بعد جب گورو صاحب انڈپور
پہنچے تو انہوں نے انڈپور کو بالکل ویران اور
خراب و خستہ حالت میں پایا مگر گورو صاحب
وہیں ویران شہر انڈپور میں ہی بیٹھ گئے اور
ہمت سے مرید آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور تھوڑے
ہی عرصہ میں انڈپور پھر پہلے کی طرح آباد ہو گیا یہ
دیکھ کر پہاڑی راجے پہلے سے بھی زیادہ ہست
پٹائے۔ اور اب کی دفعہ پہاڑی راجاؤں نے
گورو صاحب کے برخلاف نہایت ہی کیتہ اور مکروہ
چال چلی وہ بجائے صوبہ سرہند کے پاس جانے
کے سیدھے دہلی میں اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ
پاس پہنچے اور کہا کہ گورو گوبند سنگھ مذہب اسلام
کا سخت خطرناک دشمن ہے اور وہ اسلام اور
اسلامیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑنا چاہتا ہے
اگر جلدی سے اس فتنہ کو فرو نہ کیا گیا تو یہ نہایت
خطرناک صورت اختیار کر جائے گا ابھی وقت ہے
اور نہ صرف یہ سلطنت اور اسلام کا ہی دشمن ہے
بلکہ بوجہ سلطنت کے زمانہ دار ہونے کے یہ ہمارا بھی
سخت خطرناک دشمن ہے ہم اسکے ہاتھوں بارہا
لوٹے گئے ہمیں کوئی دن چین کا نصیب نہیں
ہوتا یا تو شاہ معظم ہماری حفاظت کریں یا
خراج لینا چھوڑ دیں مگر اورنگ زیب جیسا غیور
آدمی اس طعن کو کیسے برداشت کر سکتا تھا
صوبہ سرہند کو گورو صاحب کی طلبی کا حکم بھیجا طلبی
نامہ لے جانے والے سوار تین دفعہ قتل کیے گئے
پھر فوج بھیجی گئی۔

اب جائے غور ہے کہ ہندو راجے پہلے خود
گورو صاحب کے لڑے جب اس طرح انکا مطالبہ حل
نہ ہوا تو صوبہ سرہند کو رشوتیں دیکر اپنے ساتھ لایا
اور جب اس طرح بھی دل کی بات پوری نہ ہوئی تو

پھر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور جا کر روئے
بیٹھے۔ ان سب واقعات پر غور کرنے سے یہ نتیجہ من
اور واضح طور سے منکشف ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو
گورو صاحب کے قطعاً کوئی عداوت اور دشمنی نہ تھی
گورو صاحب نے جس قدر دکھ اٹھائے وہ ہندو راجوں
کے ہی ہاتھوں سے۔ عالمگیر نے جب ہندو راجاؤں
سے گورو صاحب کے متعلق شکایات کا دفتر سنا
تو مجبور ہو کر انہوں نے ہندو راجاؤں کے ساتھ
کچھ فوج کر دی اور نواب سرہند کو گورو صاحب کی
طلبی کا حکم بھیج دیا اور شاہی فوج نے ۱۷۰۹ بھاگن
۱۷۰۹ء کو انڈپور کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع
ہوئی۔ راجہ بھیم چند اور عظیم خاں جو سر لشکر تھے
وہ اس لڑائی میں کام آئے انکے مارے جانے
کے بعد فوج میں ابتری پھیل گئی اور وہ بھاگ گئے۔
گورو صاحب کی طرف سے جن شخصوں نے
اس لڑائی میں دادم دیا انکی دی انہیں میر بیگ
اور ناموں خاں بہت مشہور ہیں۔ مسلمانوں کا
گورو صاحب کی فوج میں شامل ہونے سے یہ
نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ نہ گورو صاحب کو مسلمانوں
سے کوئی عداوت تھی اور نہ مسلمانوں کو گورو صاحب
سے کوئی دشمنی تھی اگر ایسا ہوتا تو نہ کوئی مسلمان
گورو صاحب کی فوج میں بھرتی ہوتا اور نہ اس طرح
سے دادم دانی دیتا بلکہ گورو صاحب کی لڑائی
راجہ بھیم چند سے تھی۔ اس نتیجہ سے
جس طرح راجہ بھیم چند سے گورو صاحب لڑنے
کے لیے مجبور تھے اسی طرح سلطنت بھی اپنے ایک
باغدار کی مدد کے لیے مجبور تھی۔ پیادہ وغیرہ کر
سکھوں کی طرف سے کون لڑا سکھ اور مسلمان کسی
ہندو کا قطعاً نام و نشان نہیں پاؤ گے کیا اس وقت
کے مسلمان اور سکھ اس طرح تعصب ضد اور ہٹ
میں ڈوبے ہوئے تھے نہیں ہرگز نہیں۔ انکا بطرز
عمل صاف صاف بتاتا ہے کہ وہ ٹھیک ایک دوسرے
کے ساتھ بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے گورو صاحب کے
عہد میں موجودہ تعصب کا نام و نشان تک بھی تھا۔

اب رہا سوال یہ کہ عالمگیر نے گورد صاحب کی تادیب کے لیے کیوں فوج بھیجی وہ صاف کہ سب پہاڑی راجے جن کا سرغنہ بھیم چند تھا شہنشاہ عالمگیر کے حضور جا کر ہوئے کہ گورد صاحب نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے بلکہ نہ صرف ہمیں بلکہ وہ پنجاب میں مسلمانوں کی سلطنت کو تہ و بالا کر دینا چاہتا ہے یہ سن کر عالمگیر نے اپنے ایک یا جگزار کی اعانت کرنا اور اس کی شکایات پر کان دھرنا ضروری سمجھا۔ گورد صاحب راج نے فقیرانہ طرز معاشرت کی شان سے بعید سمجھا کہ پہاڑی راجاؤں کی شکایات عالمگیر کے پاس لیکر جاتے۔ اگر گورد صاحب بھی اورنگ زیب کے پاس پہاڑی راجاؤں کی شکایات اور ان کے حرکات شنیعہ و شہنشاہ عالمگیر کو اطلاع دیتے تو یقیناً یقیناً اورنگ زیب گورد صاحب کی شکایات پر یوں ہی دیکھ ہی کان دھرتا جس طرح پہاڑی راجاؤں کی شکایات پر توجہ کی اس جگہ ایک اور سوال ہو سکتا ہے مانا کہ گورد صاحب اسلام کے دشمن نہ تھے مگر سلطنت کے دشمن تو ضرور تھے مگر نہیں نہیں جن لوگوں کو سکھ تاریخ پر نظر ڈالنے کا اتفاق ہوا وہ بغیر کسی سوچ و غور کے اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ گورد صاحب کو سلطنت کے ساتھ کوئی دشمنی نہ تھی تو صحیح بات ہے کہ جب گورد صاحب خاصی فوجی طاقت کا منہ موڑ سکتے تھے تو وہ خاصی طاقت رکھتے تھے مگر اپنے کبھی بھی سلطنت کے کسی علاقہ میں لوٹ مار نہیں مچائی۔ اور اگر آپ سلطنت کے دشمن ہوتے تو صاحب طاقت ہونے کی وجہ سے کئی دفعہ سلطنت میں لوٹ مار مچاتے۔ مگر تاریخ اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ آپ نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا اگر شاہی فوج کا مقابلہ کیا تو محض اس لیے کہ ہندو آسٹریا کے لائے یا ہندو راجہ اس کے افسر تھے۔ غرضیکہ گورد صاحب کی یہ لڑائیاں ہندو راجاؤں کے ساتھ تھیں شاہی فوج کے ساتھ کبھی بھی آپ نے پیش قدمی سے کام نہیں لیا بلکہ طریقہ ممانعت اختیار کیا جو ہر ایک دیر اور شجاع کا فرض ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر آیا ہوں۔ وقت نہیں سے دور میں اس امر کو بتلانا کہ سلاطین مغلیہ ہی سے کتنے لوگ گورد صاحب کی طرف سے ہو کر لڑے کہ کیوں انہیں باغی کہا جاتا ہے اور کیوں ماہر

دیاؤ ڈالا جاتا ہے گورد صاحب ہرگز ہرگز سلطنت کے دشمن نہ تھے نہ انہوں نے کبھی سلطنت کے مقابلہ کی کوشش کی اتنے جو فوج ہندو راجاؤں کے ساتھ ہو کر لڑی گورد صاحب نے اس کا ضرور مقابلہ کیا۔ راجہ بھیم چند اور شاہی فوج کے پس پا ہونے کی خبر جب عالمگیر کو پہنچی تو عالمگیر نے فوراً ہندو کے علاوہ لاہور اور کشمیر کے صوبہ داروں کے نام احکام بھیجے۔ کہ انہیں پور جا کر گورد کو بند سنگھ کو گرفتار کر دو شاہی فوج نے انہیں پور حملہ کیا اور گورد صاحب کو محصور کر لیا۔ مگر شب خون کی وجہ سے پھر فوج کو بھاگنا پڑا جب یہ خبر اورنگ زیب کو پہنچی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور آب کی دفعہ اس نے سب احکام پھیل چکے کہ فوج کشی کے لیے حکم دیا اور گورد صاحب محصور ہو گئے۔

ہندوستانیوں کو صاحب دیر ہند کی طرف سے اعلیٰ فوجی عہدے دی گئی ہے کہ ہندوستانیوں کو اعلیٰ فوجی عہدہ دینے کی جو رکاوٹ تاحال قبل ہندوستانیوں کی ترقی میں سد راہ تھی اس حکومت برطانیہ نے اٹھا دیا ہے اور ۹ ہندوستانی افراد کو کمشنر عہدے دینے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ سرکار کی یہ نوازش یقیناً تمام ہندوستان میں کشمیر سے اس کماری تک اور چوڑی سے مشاور تک قدر و محبت کی نظر سے دیکھی جائیگی اور خوشی یا کینے کا موقع نہیں ملے گا کہ سرکار اپنے وعدوں کو پورا اور خدمات کی قدر نہیتی کرتی ہے۔

لکھنؤ میں چربی ملائیوا نے گنگا کے کنارے پر مارواڑیوں پر جرمائے دو ہزار کی تعداد میں جمع ہو کر مارواڑی تاجران گھی کے خلاف اجتماع کی اور مطالبہ کیا کہ جنگ لکھنؤ میں چربی ملائے والے تاجروں پر جرمائے نہ کیے جاویں پر ہن لوگ کچھ نہ

کھاٹے تھے۔ ہمارا جہ صاحب در بھنگ اور دوسرے مارواڑی لیڈروں نے تحقیقات اور سزا کا وعدہ کیا اور آخر مارواڑی پنچائت نے مجرموں کو قصد ذیل سزائیں دی ہیں :-

اول۔ دو ترکہ کا ایک سال برادری سے اخراج اور مویشی کے لیے چراگاہ خرید کرنے کی خاطر ایک لاکھ روپیہ تاوان۔

دوم۔ ایک باپ اور بیٹے پر ۲۵ ہزار روپیہ جرمانہ سوم۔ دوسرے لوگوں پر ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ تک کے جرمانے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ برہمنوں کا یہ مفید اجتماع اور مارواڑی پنچائت کے منصفانہ فیصلے دوسرے مجرم تاجروں کی اصلاح کا موجب ہو جائیں گے۔

بھیم چند برہمنوں کو میدان جنگ پر ایک نظر برطانوی حملہ آور

فوج کے سامنے متواتر پسپا ہونا پڑا ہے اور باوجود ان تھک کوششوں کے ہندو ہرگز کا شکر شکست کھا رہا ہے اس کا محاذ گومرور ہے مگر سپہ سالار فوج کی شخصیت اور تدبیر نے اس قدر تو کیا ہے کہ دریائے بگ اور منڈو منڈو اور پرتھ کے درمیان دشمن کو ترقی کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ایسا ہی مالدیو یا میں رومانیہ اور روس کی فوجیں حملہ آوروں کا سخت مقابلہ کر رہی ہیں۔ جنرل کارڈونا سپہ سالار اقوام اطالیہ ٹریسٹ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ترکی جنگ پر خاموشی کا بادل ہے۔ کرہ ہوائی میں آسمان اپنی کٹ رکھینچ کر حملے کر رہا ہے اور زیر سطح آب بھی کشتیاں چلتی ہیں تاہوں کشتیاں جو جمنی کے خلاف تازہ اعلان جنگ چین نے کیا ہے جس سے برمن تجارت و اثر میں نہایت سخت صدمہ پہنچا ہے۔

گورنر کے نیک ارادے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ صاحب وزیر ہند مسٹر میکسٹون گورنر ہندوستان میں آئے ہو اور وہ سرکار کو دیکر سربراہ اور وہ بران ملک سے ملنا کرینگے۔ سرکار کی آئندہ پالیسی یہ ہوگی کہ ہند کی حکومت میں ہندوستانیوں کا حصہ یا بائیکاٹ اور ہندو حکومت میں ہندوستانیوں

میں ہندوستانیوں کا حصہ یا بائیکاٹ اور ہندو حکومت میں ہندوستانیوں

موضع سیکھواں میں سکھوں کی مباحثہ

اور

سیکھ صاحبان کو شکرت فاش

KHALAFAT LIBRARY

۵۔ اگست کو موضع سیکھواں ضلع گورداسپور میں سکھ صاحبان کا جلسہ تھا۔ اور انکو دیکھا دیکھی سکھ صاحبان کو بھی چیلنج دینا کا شوق کوہا۔ اور انہوں نے چھٹ سو مسلمانوں کو مباحثہ کا چیلنج دیدیا۔ عشاء کے وقت سیکھواں سے ہمارے بھائی امام الدین اور جمال الدین وغیرہ قادیان پہنچے۔ اور حضرت صاحب کی خدمت میں انہوں نے عرض کی کہ اس طرح سیکھواں میں سکھوں کا جلسہ ہے۔ اور انہوں نے چیلنج دیدیا ہے۔ حضور اذراہ کرم کسی کو انکے ساتھ مباحثہ کے لئے بھیجیں۔ حضرت نے خاکسار کا نام لیا۔ کہ وہ چلے جائیں۔ چنانچہ عشاء کے بعد بھائی جمال الدین وغیرہ میرے پاس پہنچے کہ سیکھواں میں سکھوں سے مباحثہ ہے۔ اور حضرت صاحب نے ایک اور شیخ عبد الرحمن صاحب مہری کو وہاں مباحثہ پر جانیکے لئے حکم دیا ہے۔ اب تیار ہو رہی ہیں علی الصبح چلنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس روز مجھے شدید پیش تھی مگر محض اس خیال سے کہ اگر میں نہ پہنچا تو دشمن کو خواہ مخواہ کسی کا موقع ملے گا۔ اس لئے میں نے باوجود بیمار ہونے کے بھائی جمال الدین کو کمپنا کہ میں تیار ہوں۔ صبح آپ مجھے آواز دے لیں۔ ایتوار کی صبح کو میں اور میرے کرم بھائی شیخ عبد الرحمن صاحب مہری سیکھواں کو روانہ ہوئے۔ سیکھواں قادیان سے کوئی چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں جاتے ہی ہم نے سکھ سبھا کے سیکرٹری کو چھٹی دکھی کہ کل جو آپ کے ہم مسلمانوں کو چیلنج دیا تھا ہم آپ کے چیلنج کو بخوشی غیر مقدم کہتے ہیں آپ ہمیں بتلائیں کہ کس وقت ہم آپ کے جلسہ میں آجائیں سکھوں کی طرف سے جواب آیا کہ ۱۲ بجے مباحثہ شروع ہوگا چنانچہ ہم ٹھیک ۱۲ بجے سکھوں کے جلسہ میں پہنچ گئے۔ اور چہند منٹ کی روداد

کے بعد دو گھنٹے مباحثہ کے لئے دس دس منٹ کی باری کے ساتھ مقرر ہوئے۔ چونکہ باوانانک کے مسلمان ہونیکے مدعی ہم تھے اس لئے پہلے دس منٹوں میں کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ باوانانک اگر تھک صاحب سری راگ محلہ پہلا میں فرماتے ہیں۔ ختم کی ندیں ملین پسندی جنہیں اک کر دھایا تی کر رکھیں۔ چکر سا تھی ناؤں شیطان مت کٹ جانی مطلب۔ حضرت باوانانک صاحب فرماتے ہیں کہ وہی لوگ خدا کے مقبول ہیں جو ایک کی پوجا کرتے ہیں میں روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ کہ شیطان کی گمراہی سے بچے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں آگے چلکر گرتھ صاحب صفحہ ۱۳۱ میں حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ ۵۔

ہوئے مسلم دین مہمانے۔ مرن جیون کا بھرم چکائے یعنی اے ادھر ادھر بھٹکنے والے انسان تو سچے دل سے ”مسلم“ بن جانا کہ تو پیدا ہونے اور مرنے پھر پیدا ہونے اور مرنے یعنی تباہی کے چکر سے مخلصی پا کر نجات حاصل کرے۔ اب اس سے بڑھکر باوانانک کے مسلمان ہونے میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ مقابل پر بھائی گنگا سنگھ تھا جو گزشتہ مارج میں قادیان میں خاکسار کے ساتھ مباحثہ کر کے سخت تڑپ کی کھا چکا تھا۔ بھائی گنگا سنگھ نے کہا کہ۔ پہلے شبہ کا تو مطلب ہو کہ اگر کوئی تیس روز سے بھی رکھے اور پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھے تو بھی شیطان گمراہ کر دیتا ہے۔ میں نے کہا بھائی جی ساتھ آسکتے ہیں کہ جو ایک کی پوجا کرتے تیس روز سے رکھتے اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ گویا تمہارے خیال میں جو ایک کی پوجا کرتے ہیں انکو بھی شیطان گمراہ کر دیتا ہے۔ واہ بھائی جی واہ ایسا ہتھیار کیوں چلاتے ہو جو سب سے پہلے چلائو آگ کی گردن پر ہی پڑے۔ پھر

ہوئے مسلم دین مہمانے مرن جیون کا بھرم چکائے کو آپ لکھا ہی گئے اوس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور صرف اسی پر بس نہیں ہے۔ ابھی کیوں گھبرا گئے اگر تھک صاحب اور اراق گزانی کیجئے گا تو صفحہ ۱۳۱

پر آپ یہ لکھا پائینگے۔ ۱۔

پیر پیغمبر مالک شہدے اور شہید شیخ مشائخ قاضی ملاں بودیش رسید برکت تنکی لکھ جو پڑھتے رہن درود

مطلب پیر پیغمبر ادیار شہداء پار سائیں و مشائخ قاضی اور ملاں درودیش وغیرہ ہونے میں اگلے جہان میں انہیں کے لئے برکت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ ابھی بس نہیں ذرا اور آگے چلیں اور گرتھ کا صفحہ ۸۳۶ دیکھیں جہاں یہ صاف لکھا ہوا ہے۔ ۲۔

کل پروان کتیب قرآن

پوچھی پنڈت رہے پران

مطلب۔ اس فیج اعوج اور گمراہی کے زمانہ میں اگر کوئی کتاب میں گمراہی سے نکالکر صراط مستقیم کی طرف لاسکتی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے اور بقدر پوٹھیاں اور پنڈت اور پران وغیرہ میں وہ سب کے سب ہکا بھکا ہو چکے ہیں مگر بھائی جی ابھی گھبراہٹیں نہیں ذرا اور آگے چلیں اور گرتھ کا صفحہ ۱۳۷ ملاحظہ فرمادیں جہاں یہ لکھا ہوا ہے۔ ۳۔

بے نماز اکتیا ایہ نہ بھلی ریت

کدی چل نہ آئوں پنچے وقت مسیت

اکھ فریدا وضو سادھ صبح نماز گزار

جو سر سائیں ناؤں سو سر کپ اتار

جو سر سائیں ناؤں سو سر کیجے کاہیں

کئی سیٹھ جلائیے بالن سندھی تھائیں

مطلب۔ گرتھ کہتا ہے ”بے نماز اکتیا“ یعنی بے نماز کتے کی مانند ہے اور اسکا نماز کو ترک کرنا بہت برا ہے۔ کیونکہ پانچوں وقت باقاعدہ نماز پڑھنے کیلئے مسیح میں آتا۔ اٹھو اور وضو کر دو اور صبح کی نماز مسجد میں جا کر پڑھو۔ جو سر خدا کے حضور نہیں گرتا وہ سر بے شک اتارے جانے کے قابل ہے۔ جو سر خدا کے حضور نہ گرتا وہ کس کام کا ایسے سر کو تو اتار کر ہانڈی کے نیچے ایندھن کی جگہ جلانا چاہیے۔ اسی پر بس نہیں ہے

جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۸۱ پر یہ لکھا ہے :-
 پاک پڑھو کلام داتا گھڑال ملائے
 ہو یا مشوق خدا پیدا ہو یا تل المہ
 مطلب - خدا کا پاک کلام پڑھو وہ کونسا کلام جس کے
 ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آتا ہو
 یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیونکہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا پیارا تھا جس نے اپنا
 کچھ خدا پر قربان کر دیا صرف اسی پر بس نہیں آگے
 ذرا تاریخ کو رو خالصہ حصہ اقل مصنفہ بھائی گیان
 جی گیانی صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمادیں :-
 جمع کرنا مدی پنج نماز گزار
 باجھوں نام خدا میدی کو سی بہت نوار
 یعنی اللہ کے نام کی جمع کرو پا پنجوں وقت کی باقاعدہ
 نمازیں پڑھنے سے کیونکہ بغیر اسکے سرخروئی محال ہے
 اس پر بس نہیں پھر لکھا ہے - جنم ساکھی بھائی بالاصوفیہ
 ۲۲۳

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں
 قصور اہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گورین
 عبارت صاف ہے ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے
 پھر داتا بھائی گورداس جی صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے :-
 بابا پھر کے گیا نیلے بستر و صا رہ - بن دالی
 عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلی دھاری
 بیٹھا بوائے مسیت دچ جتھے حاجی حج گزاری
 مطلب - حضرت بابا انک رحمتہ اللہ علیہ حج کعبہ کے
 لیے روانہ ہوئے نیلے کپڑے پہن کر اور دلی بکر ہاتھ
 میں عصا بغل میں قرآن مجید وضو کرنے کے لیے
 کوزہ اذان دیتے ہوئے اور نماز پڑھتے ہوئے :-
 کیوں صاحب اب بھی حضرت بابا صاحب کے اسلام
 میں کوئی شک شبہ رہ جاتا ہے - یہ بتن اور واضح اور
 کھلے کھلے دلائل سنکر تو سکھ مناظر اس قدر ہچکا ہوا کہ ب
 اٹی سٹی بھول گیا اور بجا ہے پیش کردہ شلوکوں پر
 جمع کر نیے قیامت تناسخ اور شیطان وغیرہ کا جھگڑا
 نہ ہو بیٹھا - ہم نے کہا کہ ان امور کو زیر بحث مسئلہ سے
 قطعاً الگ کر دینا چاہیے نہ کہ زیر بحث مسئلہ بابا انک

کا اسلام ہے مگر سکھ مناظر بے چارہ اس قدر حواس باختہ
 ہوا کہ ایک جگہ صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ ہم گرتھ کے ان
 شلوکوں کو نہیں مانتے - جب ہم نے یہ کہا کہ اگر ان شلوکوں
 کو نہیں مانتے اور آپ کے نزدیک آپ کے واجب الاحرام
 گورد صاحبان نے غلطی سے گرتھ میں لکھ دیئے
 ہیں تو اتنا بات ہے کہ آپ گرتھ صاحب سے ان
 شلوکوں کو نکال دیں ہم پھر ان شلوکوں کو پیش نہیں
 کر سکیں گے غرضیکہ سکھ مناظر اس قدر حواس باختہ ہوا
 کہ لوگوں پر یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ احمدی
 بازی لے گئے - ہمیں امید ہے کہ آئندہ کے لیے سکھ
 صاحبان ذرا سوچ سمجھ کر میدان مباحثہ میں قدم
 رکھیں گے :-

KHILAFAT LIBRARY

سلسلہ احمدیہ کی
 تبلیغی کوششیں
 احمدیہ مشن لندن میں مولوی
 مفتی محمد صادق صاحب
 ممبر دہلی ایسیا لک سوسائٹی

اور قاضی عبداللہ صاحب بی - اسے بی بی اسلام
 کا روشن چہرہ عیسائی دنیا کو دکھا رہے ہیں :-
 مولوی حسین موسی خاں اسٹریلیا میں - مولوی غلام
 ہانگ کانگ میں - اور مولوی غلام محمد صاحب تائیس
 میں حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی
 صداقت غیر مسلم لوگوں کو پہنچانے میں سامی ہیں -
 نائیجیریا سیرالیون مشرقی افریقہ اور سیلون میں
 نئے احمدی دشمنان اسلام کا احمدیت کے نئے
 ہتھیاروں سے مقابلہ کر رہے ہیں -

ہندوستان کے اندر بمبئی میں ایک خاص وفد
 علما سرکردگی صاحبزادہ میاں بشیر احمد ایم - اے
 تبلیغ میں مصروف ہے عیسائی مناظر جو الاسنگھ
 کو شکست کھا کر فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑا ہے -
 ظفر وال میں اور کنجاہ میں ایڈیٹر فاروق وادیٹر
 نور کے وعظوں نے آریہ سماج کے کمپ میں کھلبلی مچا
 ڈالی - بنگال میں پراونشل احمدیہ کانفرنس کا اجلاس
 ہونیوالا ہے - مونگیر میں حکیم خلیل احمد صاحب
 تیزی سے کام رہے ہیں :-

ڈپٹی کمشنر اوپریٹ
 ضلع گورداسپور کے لوگ
 یہاں کے بیدار مغز معاملہ فہم

سابق ڈپٹی کمشنر مسٹر وائٹسن کے نام نامی ہو وقت
 ہیں - اور جانتے ہیں کہ جو لوگ ایک دفعہ صاحب صوف
 سے ملے ہیں وہ آپ کے اخلاق آپ کی قابلیت آپ کی
 علم دوستی اور فرض شناسی کے قائل ہو کر گئے
 آجکل کے زمانے پر یہ کہہ سکتے ہیں جو خطرناک جرائم
 پیدا ہو گئے ہیں انکے اثر سے عوام کو بچانے کی جو بہترین
 تجویز ہو سکتی تھی وہ یہی تھی کہ ہر ضلع سے ہر کار اپنا
 اخبار نکالے اور اس میں صحیح صحیح اور اصل حالات
 عوام تک پہنچائے جائیں - اس تجویز میں پنجاب کے اندر
 جس شخص نے کامیابی حاصل کی ہے وہ ہمارے قابل
 ڈپٹی کمشنر مسٹر وائٹسن ہیں - آپ کی ادارت سے
 د جالندھر گزٹ، جالندھر سے د جہان اکبر آپ
 انسر ضلع ہیں) نکلتا شروع ہوا ہے ہم اپنے
 سابقہ حکمران اور موجودہ ایڈیٹر جالندھر گزٹ کی
 کامیابی کے لیے دست بدعا ہیں اور انکی خدمت
 میں مبارکباد عرض کرتے ہیں :-

مسلمانوں کا اعتدال
 اور آریہ سماج کو ملال
 صوبجات متحدہ آگرہ
 اکادمی نسر دایشن
 رپورٹ میں رپورٹ
 مرتب کنندہ سنے آریہ سماج کی حد سے بڑھی ہوئی بے اعتدالی
 کے مقابل مسلمان اخبار نویسوں کے اعتدال کی
 تعریف کی ہے اور لکھا ہے وہ مسلمان بحیثیت
 مجموعی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں زیادہ اعتدال
 پسند ہے ہیں :-

مسلمانوں کی اس عجب تعریف پر سواج پندر
 آریہ سماج کو بہت ملال ہوا ہے اور آپ نے ایک لیڈر
 لکھا ہے کہ کیوں مسلمانوں کی یہ تعریف کی گئی ہے
 مسافر کی زبان دلجو آن مسلمان کہلانے والوں کے
 لیے جو کانگریس ہمنیال ہو حکومت کے خلاف
 چل رہے ہیں ایک ہنسنی آواز تازیانہ ہے :-
 صحت کیلئے دعا
 کر م مفتی فضل الرحمن صاحب کے گھر سے
 بیمار چلے آ رہے ہیں ناظرین دعا فرمادیں کہ خداوند تعالیٰ مفتی صاحب

دعا کیلئے دعا کر م مفتی فضل الرحمن صاحب کے گھر سے بیمار چلے آ رہے ہیں ناظرین دعا فرمادیں کہ خداوند تعالیٰ مفتی صاحب

ویدوں میں گشت خری

KHILAFAT LIBRARY

(ایک آریہ لیڈر کی قلم سے)

کیا موجودہ طریق پر چار کا کام سطح پر ہو رہا ہے
یہ اس کی کچھ بنیاد بھی ہے؟

(ازالہ رادھاکشن جی مہتا)

اپنے وطن سے حب دلی ہے اگر تجھے

وہ کام کہ جس سے ہر ایہ چمن رہے

پر چار کے ساوحن جو کچھ کہ آجکل برستے جا رہے

میں اچھا مفصل ذکر بھائی پروفیسر دیوانچند جی نے اپنے

قیمتی مضامین تفصیل کے ساتھ کر دیا ہے اسلئے ضروری

نہیں کہ انہیں ابھی پھر دہرایا جاوے۔ اس مضمون میں

اس پہلو پر میں بحث کرنے کی کوشش کروں گا کہ آریہ سماج

کا موجودہ طریق پر چار لوگوں کے اندر دھرم کی بنیاد پختہ

قائم کرتا ہے یا اسکا اثر غرضی سطح پر ہی ہے ؟

سماج کے چار میں ہم لوگوں کو بتاتے ہیں کہ آریہ

سماج ویدوں کا پرچار کرتا ہے وید کلام انہی ہیں اور کل

شاستر جو بقول سوامی دیانند برہما سے لیکر جینی منی کے

زمانہ تک لکھے گئے آریہ گنتہ ہیں جو ویدوں کی تعلیم کی

ایک قسم کی تفسیر ہیں انکے مطالعہ سے ویدوں کے دقیق

مسائل حل کرنے میں بہت کچھ مدد ملتی ہے تمام متنازعہ

امور میں آریہ گنتہ پرمان ہیں اور اگر ان میں کچھ اختلاف

ہو یا انکو رد سے کچھ دھرم کے وشہ پر صاف فیصلہ نہ ملے

تو امر متنازعہ کا وید جو فیصلہ دیں وہی سب آریہ ریسوں

کو ماننا چاہیے۔ حتیٰ کہ میری تحریریں بھی جہاں تک

وہ پر اپنی آریہ گنتہوں اور ویدوں کے مطابق

نہ ہوں۔ ماننے کے قابل نہیں۔ یہ ہے آریہ سماج کے

بانی کی پوزیشن۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آریہ سماج

اپنے بانی کی اس پوزیشن کو قائم رکھتا ہے ؟

آریہ سماج کی طرف سے دھرم وشہ کا جو پرچار

کیا جاتا ہے۔ اس میں لوگوں کو وید انکول اپنے آپ کو بنانے

کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ ویدوں کا

پڑھنا پڑھنا ہر ایک انسان کا فرض ہے لیکن ویدوں کے

عوض لوگوں کو پڑھنے پڑھانے کے لئے کیا دیا جاتا ہے؟

ستیا رتھ پرکاش! دلیل کے طور پر مان لیتے ہیں۔ کہ

ستیا رتھ پرکاش میں دھرم کے وشہ پر جو مضامین درج

ہیں وہ ویدوں کی تعلیم کے منظر ہیں۔ دگو میرا

کھلا ایسا یقین نہیں)۔ لیکن آپ یہ تسلیم کرنے سے

رک نہیں سکیں گے۔ کہ ستیا رتھ پرکاش وید نہیں ہے۔

اگر یہ صورت ہے تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ آریہ سماج کے

پرچار کا کام اس وقت تک سطح پر ہو رہا ہے۔ اور کہ اس

پرچار کی بنیاد کو مستحکم کرنے کے لئے ہمیں لوگوں کو پڑھنے

کے لئے وید دینے چاہئیں نہ کہ ستیا رتھ پرکاش۔ ہمارا

اس طریق کام نے افسوس کہ ہمارا اندر دھرم ابندی کر دی

ہے۔ اور اس تفریق یا دھرم ابندی کے وجہ سے جو سوکے

اسکے اور کوئی نہیں۔ کہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں

میں ویدوں کا فاضل کوئی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسا

فاضل پیدا کرنے کی کوشش ہوئی ہے۔ آریہ سماج

کا ایک فریق کہ جس کو کانسر ویٹو فریق کے نام سے

کہا جاوے تو نامناسب ہو گا۔ علانیہ یہ کہتا ہے۔

کہ ستیا رتھ پرکاش ہی وید ہے۔ اور جب تک کہ کوئی

شخص یہ ثابت نہ کر دیوے کہ اس میں جو لکھا گیا ہے۔ وہ

وید ورو دھ ہے۔ اس وقت تک وہ اسکو ویدوں

کی تعلیم کا منظر مانے گا۔ کیونکہ اسکے لکھنے والا چاروں

ویدوں کا فاضل برہم وکتا ہے۔ یہاں تک کہ سوامی

دیانند کو بھی مندرجہ من الخطا ماننا ہے۔ دوسرا فریق جو

برل فریق کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ ایسا تو نہیں

کہتا۔ اس کے برخلاف وہ فریق ثانی پر گوروڈم قائم کر لیا

الزام لگاتا ہے۔ لیکن اگر برل فریق کے طریق کام کو

بظور غور دیکھا جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ اس بارہ میں وہ اپنی

کانسر ویٹو بھائیوں سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہیں۔

اپنے اس خیال کے متعلق دو ایسے امور پیش کروں گا۔

کہ جن کو ہر دو فریق سماج کا سدھانت ماننے میں تھے ہیں۔

حالاںکہ ان امور کا سماج کے سدھانتوں کے ساتھ بھی

تعلق نہیں۔ دھرم وشہ میں سماج کے صرف دو سدھانت

ہیں۔ جو سماج کے پہلے دوسرے اور تیسرے نمبروں

میں شرح طور پر لکھے گئے ہیں۔ دیگر دشوں پر تعلیم کا

تعلق اخلاقی اور مجلسی پہلو رکھتا ہے۔ خالص دھرم کے

ساتھ اس کا کچھ واسطہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً سماج کے

بیموں کی پرورش۔ تعلیم کا پھیلاؤ قحط زدگان کی امداد۔

اچھوت ذاتوں کی شادی وغیرہ ۔

اول نیوگ کے مسئلہ کو لیجئے۔ بدھوا بواہ کا رواج

دینے کے لئے سوامی دیانند نے نیوگ کے مسئلے پر اپنی کتاب

ستیا رتھ پرکاش میں ایک مضمون لکھا اور اس مضمون پر

انہوں نے منوہارا ج کو مکھ رکھ کر منو جی ہی کے نکتہ خیال

سے بحث کی نہ صرف بحث کی بلکہ منو سمرتی کا سار وکاسارا

مضمون کچھ اپنا حاشیہ چڑھا کر اپنی کتاب میں درج کر دیا

اس زمانہ میں نیوگ کو کہ جس طرح وہ بیان کیا گیا ہے

زنا کاری کے پھیلاؤ یا لامسلہ کہا جاتا ہے۔

آریہ سماج اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ وہ

نیوگ کو کہ جس طرح اس کا بیان ہوا ہے رائج

نہیں کر سکتا۔ اسلئے وہ بدھوا بواہ کو کرتا ہے۔ اور

اسکا پرچار سماج کے پلیٹ فارم کے باہر کرتا ہے۔ اس

مضمون پر اگر ویدوں کے فیصلہ کو ڈھونڈا جاوے۔ تو

ہمیں کیا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید و دھوا عورت کو اپنی بیتی

کے دواہ سنکار کے وقت یہ ہدایت کرتے ہیں۔ کہ

و دھوا اٹھ اور تو دوسرے بیتی کو گرہیں کر اور میں۔ اب بتاؤ

نیوگ اور دھوا بواہ میں کیا فرق ہے۔ میری رائے

میں فرق کچھ نہیں۔ صرف لفظوں کا بھید ہے۔ منو کے

قانون کے مطابق ایک بیوہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔

لیکن وہ اپنے پہلے بیتی کی جائداد کی مالک نہیں رہتی۔

مروجہ رواج اور قانون کے مطابق بیوہ دوسری شادی

کر سکتی ہے۔ لیکن دوسری شادی کرنے پر اپنے پہلے

خاوند کی جائداد کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں رہتا۔

اور کہ وہ اپنے دوسرے خاوند کی جائداد کے ساتھ اسکا

کچھ تعلق نہیں رہتا۔ جب ایسی صورت ہے تو ہمیں سماج

میں کیا دکھانی دیتا ہے؟ سماج کا کوئی فریق برل یا

کانسر ویٹو بدھوا بواہ کی حمایت سماج کے پلیٹ

پر کھڑے ہو کر نہیں کرتا۔ اس وجہ سے سوائے اسکے

اور کوئی نہیں کہ سماج کے باقی سوامی دیانند نے بدھوا

بواہ کی اجازت نہیں دی۔ کیا ایسے حالات میں

کھانا لکھا ہے تو ہماری کتابوں کوئی دیکھ کر
کیا کریں؟ کلج پارٹی والوں کو تو شاستروں کے
پڑھنے کا شوق ہی نہیں۔ کیا افسوسناک نظارہ
ہے۔ ہم پراچین آرٹس رشیوں کی تصانیف کا
مطلب لوگوں کو غلط بتانے کی کوشش کرتے ہیں
کیونکہ ایک مضمون پر سوامی دیا نند کی وہ رائے
نہیں۔ جو شاستروں میں لکھی ہے۔ اگر کوئی
اس رائے کے خلاف ہو۔ تو گردن دینی کے
قابل ہے۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں
دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہماری رائے سے اختلاف
رکھتا ہے۔ بتائیے ایسے پرچار کا اثر سطح پر ہے۔ یا
اس کی کچھ بنیاد ہے؟ اور کیا سماج گوروڈم کے
گڑھے میں نہیں گر رہا ہے

رمز زلف سے اہل وطن غافل ہوئے
کارزار صفحہ ہستی کے ناقابل ہوئے
بدلتے رنگ کی یہ نا آشنا شہر غصیب
ایک ہی خرم کے دانوں میں بدلتی غصیب
اپنی اصلیت سے ناواقف ہیں کیا انسان ہیں
غیر اپنوں کو سمجھتے ہیں عجب! اہل یہ
ایک ہی مے سے اگر ہر چشم دل مغموم ہے
یہ عداوت کیوں ہماری بزم کا دستور ہے

اب سدھانتوں کو چھوڑ دو سرے مذاہب
دالوں کے ساتھ سماج کے بتاؤ کو پیچھے۔ سوامی
دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دیگر مذاہب
پر نکتہ چینی کی ہے اور ایسا کرتے ہوئے انہوں نے
گورو نانک دیو اور گورو گوبند سنگھ کی تعلیم کے
متعلق بھی کچھ لکھا ہے۔ برل فریق یہ جانتا ہے
گورو صاحبان پر نکتہ چینی بے محنتی ہے لیکن
اس نے کبھی یہ جرات نہیں کی کہ سماج کے
پلیٹ پر کھڑے ہو کر ایسا کرے۔ تحریر کے ذریعے
اس غلط فہمی کو دور کرے یا یہ کوشش کرے۔
کہ ستیارتھ پرکاش میں اس غلط فہمی کو دور کرنے
کے لیے کوئی نوٹ دیا جائے۔ دوسرا فریق
کانسر ویٹو گورو صاحبان کے متعلق اس تحریر

کھانے نہ کھانے کے بارے میں امرنواہی کا کوئی
فیصلہ نہیں۔ یہ منتر پیش ہونا تھا کہ سارے
پچھترہ کپ میں بل چل چکے گئی۔ اس کا
جواب تو نہ ہی اس وقت کوئی دے سکا۔ اور
نہ اب تک کسی نے دیا ہے۔ لفظ مانس کے مضمون
کو بدلنے کی کوشش کی گئی۔ اور کی جا رہی ہے
کیوں؟ سوامی دیا نند نے مانس کھانا پاپ
لکھا ہے۔ اور میں افسوس کے ساتھ دیکھتا
ہوں کہ بجائے اس کے کہ آریہ سماج میں سنت
اور است کو زور نہ کرنے کی کوشش کی جاتی
کہ اس کے پلیٹ فارم سے پرچار کیا جاتا
ہے۔ اناسٹ کو دبانے کی کوشش کی جاتی
ہے۔ اور گوروڈم قائم کیا جا رہا ہے۔ اس وقت
دیانند کا بچ کے دو پروفیسر اور ان میں سے ایک
پروفیسر کے ساتھ ملکر ایک اور سماج کا یوگیہ پنڈت
درشن۔ اپنشد۔ نیائے شاستر اور دامن وغیرہ
آرٹس گرنٹھوں کے ہندی میں ترجمے کر کے بیچ
رہے ہیں۔ ان میں سے پنڈت صاحب اور ایک
پروفیسر کا کانسر ویٹو فریق کے ساتھ زیادہ تعلق
ہے۔ میں نے ایک موقع پر پنڈت صاحب سے پوچھا۔ کہ
ان آرٹس گرنٹھوں اور دامن میں جہاں مانس کا
شہد آتا ہے۔ وہاں اس کا کھانا بتایا گیا ہے۔ تم بیا
کرتے ہو۔ پنڈت صاحب نے مجھے صاف لفظوں میں
جواب دیا کہ ہم مانس کے معنی بدل دیتے ہیں۔ میں
پوچھا کیا معنی کرتے ہو۔ جواب ملا ماش کی دال یا
مرغوب الطبع چیز۔ میں نے پھر کہا یہ آپ کے من گھڑت
معنی ہیں۔ سنسکرت میں مانس کے معنی گوشت کے ہیں
اور ویدوں میں جہاں مانس کا شہد آیا ہے وہاں
سوامی دیا نند نے اپنے بھاشیہ میں گوشت ہی کے
معنی میں لیا ہے۔ آپ یہ ابرادہ کیوں کرتے ہو
پنڈت صاحب نے بڑی سرت سے سچا جواب دیا کہ ہماری
کتابوں کے خریدار زیادہ ہاتھ پارٹی کے آدمی ہیں
اگر ہم ان شاستروں کا ترجمہ کرتے ہوئے صحیح
ترجمہ کر دیں اور بتا دیں کہ ان میں مانس

دست ہو سکتا ہے؟ اور کیا اس سے یہ نہیں پایا جاتا ہے کہ سماج
کی تعلیم کم از کم اس مضمون پر سطح پر ہے۔ اور اس کی کچھ بنیادیں
دوسرا امر مانس کا مضمون ہے۔ بد قسمتی سے دونوں
فریق اس کو سدھانت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے
ایک فریق دوسرے فریق پر مانس پرچار کا الزام لگاتا ہے۔
جو واقعات کے صریح خلاف ہے۔ دونوں فریقوں میں مانس
کھانے والے اصحاب موجود ہیں۔ ایک فریق استقریرل
ہے۔ کہ اگر اس میں کوئی شخص علانیہ مانس بھکشن کو پاپ
نہیں مانتا۔ تو وہ اس کو بے نہیں چھینکتا۔ دوسرا فریق برل
تو ہے۔ مگر پہلے کی نسبت کچھ کم۔ اس کا کوئی نمبر مانس کھاؤ
تو کھاؤ۔ مگر یہ اتنا کم دیوے کہ یہ پاپ ہے۔
یا لوگوں میں مانس کھانا سوچا نہ کرے اور وہ
اس کا مجبرہ سکتا ہے۔ یہ ہے سماج کے دونوں فریقوں
کی مانس کے متعلق پوزیشن۔ مگر دیکھا جاتا ہے۔ دونوں
فریق بریز ویلوشن پاس کرتے ہیں۔ کہ مانس کھانا پاپ ہے
کیوں؟ کیونکہ سوامی دیا نند نے ستیارتھ پرکاش میں
مانس کھانا پاپ لکھا ہے۔ یہاں تاکہ ہی اکتفا نہیں۔
ایک شخص کہتا ہے کہ گوروکل کی بھومی میں شکار کھیلنا جاتا
ہے۔ دوسری طرف سے آواز نکلتی ہے۔ نہیں کھیلنا جاتا۔
کیونکہ اس سے جیو ہمتیا ہوتی ہے۔ بھائی ایسا ہی سہی۔
لیکن بتاؤ تو سہی۔ شکار کھیلنا کہاں کا پاپ ہے؟
سوامی دیا نند نے تو ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔
کہ شکار کھیلو۔ شکار کا مانس پرندوں درندوں کے
آگے پھینک دو۔ اگر مانس آہاریوں کو کھانے کے لیے
دے دو تو کچھ دوش نہیں ایسے صاف حکم کی موجودگی
میں تم نے شکار کھیلنا کیوں بند کر دیا؟

یہ ہے سماج کی تعلیم کی سطح پر ہونے کی اور مثال
سماج ہتیشیوں سے پوچھا جائے۔ کہ کیا تم نے کبھی اس
مشکوہ ویدیکہ رکھ کر نہ کرنے کا یقین کیا؟ تو جواب نفی میں
ملے گا۔ اٹھارہ بیس سال ہوئے کہ ایک غیر آریہ سماجی
آدمی نے اتھروید کا ایک منتر پیش کیا تھا۔ جس میں
یہ آگیا ہے۔ کہ منجھلہ کئی ایک لذیذ اشیاء کے مانس
بھی اتھی کو بوجھ کرانے سے پہلے گڑھستی نہ کھاوے
کہ اس منتر سے مانس کھانا پاپا جاتا ہے۔ لیکن اس کے

اداکون کیا ہے؟

اصول تناسخ ویدک دھرم کی جان ہے۔ اور یہ اصول کرم کے مسئلہ پر مبنی ہے۔ کرموں کے متعلق ویدک سدھانت یہ کہ انسان کرم کرنے میں سوتنتر ہے۔ اور پرماتما موش کے بعد اس کی روح کو اس کے کرموں کے مطابق دوسرے قالب میں بھیج دیتا ہے۔ ان مختلف قالبوں کی تعداد ویدک علم تعداد کے مطابق چوراسی لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اور ان سب قالبوں میں سب سے برتر اور افضل قالب انسان کا سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ منش یونی از بس کوششوں اور نیک اعمالوں کا نتیجہ ہے۔ اور اس قالب میں اگر جو روح آ کر رہے کرم کی مرتب ہوتی ہے۔ اسکو پرماتما سزا دیکر دوسرے نیچے درجہ کے قالب میں بھیج دیتے ہیں۔ گو یہ امر صحت ہے۔ اور سپر ہر ایک ہندو اور آریہ سماجی کا کامل یقین ہے کہ دنیا میں تمام جاندار پرماتما کے قید خانے ہیں جس میں خداوند کے قیدیوں کو اپنے خدائی قانون کے مطابق خاص حالت اور مدت تک بند کر دیتا ہے۔ اور ہم روزمرہ سنتے ہیں کہ جو ذی روح ہم کو صفحہ زمین پر نظر آتے ہیں۔ یہ سب گنگا ہیں۔ اور اپنے اعمال کی سزا بھگت رہے ہیں۔ یہ خیال جو ہندو مذہب کے عقائد کا زبردست جزو ہے۔ اب قدرتی طور پر ایک سوچنے والے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ساری سرشتی اور

دنیا پاپ کا ظہور ہے

میرے ادنیٰ خیال میں اس اذکے سوال کا جواب مثبت میں ملے گا۔ کیونکہ مسئلہ کرم اور اداکون کی رو سے دنیا میں تمام جاندار انسان گھوڑا۔ ہتھی۔ چڑیا۔ سانپ۔ کیڑے۔ غرضیکہ درخت اور سبزیات وغیرہ تاکہ اپنے کرموں کا پھل بھوگ رہے ہیں۔ اور اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ تمام مجوس رو میں کھیلے جنہوں میں پاپ کرم نہ کریں۔ تو آج ان مختلف قالبوں کے بند خنائوں میں مبتلا نہ ہوتیں یعنی دوسرے لفظوں میں اگر رو میں پاپ نہ کریں تو دنیا میں راج اتنی جاندار ہستی ہم کو دکھائی نہ دیتی۔ پھوڑی دیر کے لئے خیال فرمائیں کہ اگر آج دنیا میں ہر ایک انسان یک نخت پاپ کرنا چھوڑ دے۔ اور حیوان اور دیگر چھوٹے جانور جو چوراسی لاکھ طریقوں سے قید میں سڑ رہے ہیں۔ اپنی اپنی

تناسخ کی تردید

KHILAFAT LIBRARY

(ایک آریہ گریجو ایٹ کی قلم سے)

گذشتہ اشو میں ہم نے سناتن دھرم پر چارکے اڈیٹر کی قلم سے تناسخ کی تردید ظاہر کی تھی اب ایک آریہ گریجو ایٹ کی تحریر شائع کی جاتی جو کچھ حصہ ہوا آریہ گزٹ میں شائع ہوئی تھی اور تعالیٰ کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا۔ (ایڈیٹر)

آج جس مضمون پر میں قلم اٹھانے لگا ہوں وہ مذہبی دنیا کے لئے واقعی ایک ناخوشگوار اور نیا مضمون ہے دنیا میں تمام مذاہب کا اندرونی اور بیرونی کوششیں پاپ یا گناہ کی ہستی کو مٹانے میں خیر ہوئی ہیں اور ہر مذہب ہی سنجیدہ اور خدا رسیدہ لوگوں نے اس بات کا فیصلہ دیدیا ہے کہ کسک کی پرستی نہیں ہو سکتی۔ جب تک پاپ کو جڑ سے نہ اکھڑ دیا جائے۔ اور اسکی جگہ پن یا نیکی کا خوشنما پودا اپنی جگہ نہ پکڑے۔ شروع دنیا سے لیکر آج تک گناہ کے بر خلاف مختلف لوگوں نے مختلف طریقوں سے جہاد جاری رکھا ہے۔ لیکن گناہ کی زبردست اور اٹل طاقتوں کے سنا انسانی جدوجہد بالکل بے سود ثابت ہوئی ہے۔ جب تعجب ہے کہ انسانوں اور مذہبوں کی مجتمع لگاتار اور ان تھک کوششوں کے باوجود بھی پاپ کا رواج آج دنیا کے ہر ایک تختہ اور طبقہ میں رائج ہے۔ اور اس کا سک اور عرب ہر ایک دل پر طاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زلفے میں پاپ کی حمایت میں آواز اٹھانا خود کو مذہبی ملاؤں کے دربار میں گردن زدنی بتاتا ہے۔ لیکن میں اس وقت مذہبی یا دھارمک بحث میں نہیں چڑھنا چاہتا۔ میرا مقصد فقط پاپ کی ہستی اور اہمیت پر فلسفیانہ بحث کرنا ہے۔ اور چونکہ آپ کا اخبار آریہ گزٹ ویدک دھرم کا پرچم ہے اس واسطے میں ویدک دھرم کے عقائد کے مطابق ہی آج آپ کے ہم مذاہب تظاہر کے سامنے پاپ کی ضرورت کا سوال پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ سخن پنج اصحاب میری تحریر کو فقط میندوب کی بڑ تصوریہ فرماتے ہوئے میرے سوال کا سنجیدگی اور معاملہ فہمی سے جواب دیکر مشکور فرمائیں گے

کلام الہی سے کم درجہ نہیں دیتا۔ اور اپنے پلیٹ فلم اس کو صحیح تسلیم کرتا ہے۔ نتیجہ کیا ہوا جہاں سکھ اپنے سماج میں داخل ہوتے تھے۔ اب نہیں ہوتے۔ اتنا ہی نہیں وہ سماج کے دشمن بن گئے ہیں۔ اسی طرح دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے جو اعتراض سوامی جی نے ان پر کئے۔ وہ لفظ لفظ ان کی اپنی تعلیم یا ویدوں پر آسکتے ہیں کیا آج تک کسی نے ایسی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ست اور است کو نرنہ کرنے کے اصول کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اپنے دل میں سے گوڈم کا پر چار کر رہے ہیں۔ سکھوں کو اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ اور دیکھنے والے کو دکھاتے ہیں۔ کہ

ان باتوں کو چھوڑ کر اب میں سماج کے انتظام کے متعلق صرف ایک بات کا ذکر کروں گا۔ آپ نیوں میں لکھا ہے۔ کہ ہر سال ان کی تبدیلی کا سوال سماج کی متبرک سچا میں رکھا جاوے۔ میری اپنی رائے میں سماج کے آپ نیم ہیئت کچھ ترمیم اور اصلاح کے محتاج ہیں۔ سماج میں دو فریق زیادہ تر ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ہوئے۔ لیکن آج تک کسی شخص یا سماج کو آپ نیوں میں اصلاح کی جرأت نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ سوامی دریا منڈنے بنائے ہوئے ہیں۔ اگر ان کی اصلاح یا ترمیم کے سوال کو چھیڑا۔ تو شاید سماج میں اور دھڑاندی ہو جائے

یہ ہے ہماری پرچار اور تعلیم کی حالت۔ ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ سماج کا پرچار سطح پر ہے یا اس کی کچھ بنیاد بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس روش سے کیا ہم ایک عالمگیر دھرم کا پرچار کرنے میں یا ہم میں آریہ سماج کو اس کے بانی کے منشاء کے عین برخلاف ایک اور مذہبی فرقہ بنا دیا ہے

کب نہ باں کھولی ہماری لذت گفتار نے پھونک ڈالا جب جن کو آتش پیکارتے

کیا آپ نور کی نور توسیع اشاعت کے سوال کو بھول گئے زیادہ نہیں ہر ایک خریدار صرف دو دو خریدار دیکھئے

اسلام کا احسان عورت پر

KHILAFAT LIBRARY

اسلام نے جو حیثیت عورت کو دی ہے اسکا جاننا نہایت آسان ہے کیونکہ اسلام کی پاک کتاب قرآن ہر ایک قسم کی دستبرد و محفوظ چلی آئی ہے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوا جس کے اقوال اور افعال اس قدر احتیاط کے ساتھ محفوظ کیئے گئے ہوں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال ہیں۔

انحضرت کی تشریف آوری سے پہلے عورت کی حالت بہت کم درجہ تھی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں عام قانون دنیا کی ہدایت کیلئے آئے۔ اسلئے ضرور تھا کہ عورت کی حالت میں اصلاح کے لیے بھی آپ آپ اس قسم کے قوانین دنیا کو دیتے۔ اور نسل انسانی کو معاشی اور مدنی تعلقات پر روشنی ڈالتے۔ دنیا کے مذہبی شریعت میں صرف آپ ہی ایک ایسا انسان ہیں جنہوں نے عورت کے متعلق تفصیلی ہدایاں دیں۔ چنانچہ ان کے مذہبی فرائض کے علاوہ آپ کی تعلیم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کے مدنی اور ملکی حقوق کیا ہیں۔ ان کے اپنی جائیداد پر کیا کیا احتیاط کریں۔ بچوں کی حفاظت کا انکو کتنا تک حق حاصل ہے۔ وغیرہ۔ غرض انکو ایسی ہی وقعت دی گئی ہے جیسی مردوں کو ہے۔

اگرچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں دنیا میں کوئی بالکل نیا مذہب لایا ہوں اگرچہ آپ یہودیوں اور عیسائیوں کو ہی فرماتے تھے کہ **الہنا والہکم واحد** کہ ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے۔ اور ایک ہی خدا کی ہم سب عبادت کرنیوالے ہیں۔ اگر آپ اپنے پیروں کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ تمام قوموں کے پیغمبروں اور رہنماؤں کی عورت کریں۔ اگرچہ آپ بعض پرانے قوانین اور روایات کو رد حکم الہی قائم رکھا۔ بالخصوص بنی اسرائیل کے عظیم الشان شریع حضرت موسیٰ کے۔ لیکن آپ نے ان خیالات کو نہ کیا جو تمام دنیا میں عورت کے حقوق اور حیثیت کے متعلق یا مذہبی معاملات میں اس کے متعلق پھیلے ہوئے تھے۔

اسلام آدم کے اس عذر کو تسلیم نہیں کرتا جو بائبل کی رو سے اس نے اپنے خالق کے سامنے کیا کہ میں عورت نے

میں بھگت کر ادا ہو جائیں۔ تو دنیا کا کیا نظارہ ہوگا۔ دیکھنی صاحب جھٹ جواب دے دینگے۔ کہ میں سب بھگت ہو جائینگے۔ لیکن اس جواب کے ان پر ایک اور زبردست اعتراض عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ نیم کے مطابق جب پرلے کے بعد سرشتی اتہتی ہوگی۔ تو اس وقت پر ماتا کس کے لیے اور کس طرح سے سرشتی کو پیدا کریں گے۔ مانا کہ نکت اتمائیں اپنی نجات کی ضرورت میعاد ختم کر کے پھر سنار میں منش یونی کو دھارن کرینگی اچھا اب ذرا اس وقت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے لادیں اس وقت

خدا کے قیدی

یعنی بیل۔ گائے۔ پھینس۔ گھوڑا۔ ہاتھی اور دیگر جانور لاکھ جانور جو ہر زمانے میں حضرت انسان کی زندگی کے لیے از بس ضروری ہیں۔ بالکل موجود نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ دنیا میں درخت اور سبزیات تک نظر نہیں آئیں گے۔ کوئل کی میٹھی آواز مینا کی خوش آئند باتیں۔ بلب کے دل سوز ترانے اور گائے کا شیریں دودھ۔ میٹھے آم۔ انار۔ بھاجی۔ سبزی۔ آلو۔ بنا سستی غرضیکہ سب انسانی ضروریات صفحہ دنیا سے مفقود ہونگی۔ میرے خیال میں اگر اس مضمون کو مطالعہ کرنے والے صاحب اگر چند منٹ اپنے تصور میں ایسے دردناک اور ڈراؤنے نظارے نقشہ جائیں۔ تو ان کو پتہ لگ جائیگا کہ دنیا محض ایک خلا ہوگی۔ جس میں چند سسکتی ہوئی انسانی روحیں تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دینگی۔ افسوس کہ پر ماتا کا سب سرشتی نیم ان کی آن میں ملیا میٹ ہو جائیگا۔ اور پر ماتا اپنے سبھاوک گن کے انوسار کارروائی کرنے سے قاصر رہ جائینگے۔ نہ کم ہونگے نہ کموں کا چل دینے والا۔ نہ باپ ہوگا نہ بیٹا۔ ستارے اور چاند حشر سے سوکھی زمین پر نگاہیں ڈالکر ادا سی ہے آہیں کھینچیں گے۔ اور آفتاب بچارہ بھی اپنا سامنے بیک نظام شمسی میں ٹھرا رہا کریگا۔ نہ رعایا ہوگی نہ خدا کی بادشاہت غرض کما تک بیان کیا جا۔ یہ فسانہ بڑا دردناک ہے اسلئے ہم قدرتی طور پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ خدا کی بادشاہت۔ دنیا کی ہستی۔ انسانی کاروبار۔ نیچر کے خوشگوار اور دلربا نظارے قائم رکھنے کے لیے پاپ انسانی زندگی کا ضروری جزو ہے۔

جسے تو نے میری ساتھی کر دیا مجھے اس درخت دیا اور میں نے کھایا۔ نہ وہ سینٹ پال کے اس خیال کو قبول کرتا کہ آدم کو دھوکا نہیں دیا گیا۔ بلکہ عورت دھوکا کھا کر پہلے جرم ہوئی بلکہ اسکی پاک کتاب میں یوں ہے: **وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ**۔ فَازَلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ (البقرہ - ۲۰ - ۲۶ ترجمہ - اور ہم نے کہا آدم کو اور تیریں بی بی جنت میں آرام سے رہو۔ اور اس جہاں چاہو با رغبت کھاؤ۔ اور اس درخت کے قریب مت جاؤ ورنہ تم ظالموں کے ہو جاؤ گے۔ لیکن شیطان نے ان کو لغزش کرادی اور جس حالت میں تھے اس سے ان دونوں کو نکلوا دیا۔) یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن شریف میں یا صرثا صحیح میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جس درخت کے قریب جائیے آدم اور حوا کو روکا گیا تھا۔ وہ علم کا درخت تھا۔ اور پھر جب آدم خدا کے حضور معافی مانگتا ہے۔ تو وہ اپنے قصو کا بھی اعتراف کرتا ہے۔ **رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ**۔ (اے ہمارے رب ہم دونوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ (عورت اکیلی نے نہیں) اور اگر تو ہمارا حفاظت نہ فرمائی۔ اور ہم پر رحم نہ کرے۔ تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہونگے)

اسی طرح پر وہ امر جو عورت کی اصلی ذلت کا باعث ہوا۔ اسکو جوڑے کاٹ دیا گیا۔ اور مہبوط آدم کے ذکر میں عورت کو مرد کے برابر حیثیت دیکر اس مرتبہ کو بن کر دیا۔ جس میں یہودیت اور عیسائیت نے عورت کو رکھا تھا۔ نہ صرف اسے جرم ہونے کے خیال کو کھینچا گیا۔ بلکہ سارے تذکرہ کو نہایت لطیف رنگ دیا گیا۔ نہ آدم اور نہ ہی حوا اس بات کا موجب بنے کہ انکی نسل میں ہمیشہ کیلئے کوئی ورثہ گناہ کا چلے جو کسی طرح پر محو ہی نہ ہو سکے بلکہ جو کچھ قصور آدم اور حوا سے ہوا تھا۔ خدائے غفور اور رحیم نے اسی بھی معاف کر دیا۔ چہ جائیکہ انکی نسل کو بھی اس گناہ سے آلودہ کر کے انسانی فطرت کو ہی گنہگار ٹھہراتا۔ باوجود اس قصور کے جو ان سے سرزد ہوا۔ اپنی خلافت کی امانت اللہ تعالیٰ نے آدم کے ہی سپرد کی۔ اس نے مرد و عورت دونوں کو یہ وعدہ دیا۔ کہ اگر وہ زمین پر رہ کر اس کے قوانین کی فرمانبرداری

کریں۔ تو اُنکے لئے بڑا اجر ہوگا۔ باوجود انسان کی کمزوری اور اس کے ضعف اور اس کے نقصوں کے اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو جسے پہاڑ بلکہ خود آسمان و زمین نہ اٹھا سکے۔ انسان کے سپرد کیا۔ حالانکہ اُن کے پہلے بزرگ سے کوئی نافرمانی بھی غلطی سے ہو چکی تھی۔ مگر خدا نے اپنی رحمت سے انسان کو محروم نہیں کیا۔ حافظ شیرازی بھی یہی مطلب ادا کیا ہے۔

آسمان بار امانت توانست کشید

قرعہ خال بنام من دیوار زند

وہ فرشتے جو انسان کے ذمے ڈالے گئے ہیں اُنکے بارے میں مرد اور عورت کے اندر کسی قسم کا امتیاز نہیں رکھا گیا۔ یہی اس اجر کے بارے میں کوئی امتیاز بتایا گیا ہے۔ جو ان فرشتوں کی ادائیگی پر انسانوں کو ملتا ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورتیں۔ اور اسکی کھلے الفاظ میں قرآن کریم نے تصریح فرمادی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثَىٰ هُوَ مَوْمِنٌ فَاُولَٰئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يَدْخُلُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (الدھن - ۲۸) (مرد جو کوئی اچھا عمل کرے۔ مرد ہو یا عورت اور وہ اپنے یاد رکھنے والے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ انکے اندر بغیر حساب رزق دیئے جائیں گے۔) اور فرماتا ہے۔ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثَىٰ هُوَ مَوْمِنٌ

طَلْحِيْسِيْنَةُ حِيْمَةُ طَلْحِيْبَةٍ وَنَجِيْرَتُهُمْ اَجْرُهُمْ بِاِحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل - ۹۷) (جو کوئی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار ہو۔ تو ہم اسکو ایک پاک زندگی میں زندہ کریں گے۔ اور انکو انکا اجر دیں گے) حسن اس کا جو وہ عمل کرتے تھے۔ اس سے بھی زیادہ مرحمت کے ساتھ کس خوبی سے مردوں اور عورتوں کو مر ایک لال انسانی میں شریک ٹھیرا کہ ہر دفعہ مرد کے ذکر کے ساتھ عورت کا ذکر کیلئے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ الصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ الْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالطَّاهِرِيْنَ وَالطَّاهِرَاتِ وَالصَّامِتِيْنَ وَالصَّامِتَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ قُلُوْبَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

قُلُوْبَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالَّذِيْنَ كَرِهَ اللّٰهُ لِيُكَيِّدَ اِلَيْهِمْ اَلْوَسَاۤءِلَ اَتَتْهُمُ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ غَيْرِهَا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب - ۳۵)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔ ایمان لائیاں مرد اور ایمان لائیاں عورتیں۔ اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں۔ اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں۔ اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں۔ اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں۔ اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے اُنکے لئے حفاظت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے۔)

یوں اسلام نے مذہباً حقیقی مساوات مرد و عورت میں قائم کر دی۔ اعمال کے کر نہیں بھی و اُنکے ہم پلہ ہو سکتی ہیں اور اجر حاصل کر نہیں بھی اُنکے ہم مرتبہ ہو سکتی ہیں۔ ہاں قرآن مرد اور عورت کو جو اس دنیا میں ایک دوسرے کے رفیق ہو کر رہتے ہیں۔ اس خوشی اور سلامتی کے گھر میں جو آخرت کا گھر کہلاتا ہے انکے نہیں کرتا۔ بلکہ فرماتا ہے اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَبُوْنَ۔ (جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمھاری بیویاں خوش کیئے جاؤ گے)

اسلام نیک مردوں اور نیک عورتوں ہر دو کو اُنہ کی خوشحالی اور کامیابی کی خوشخبری دیتا ہے۔ یوم تَوٰی الْمَوْتِیْنَ وَالْمَوْنَاتِ لیسے نورہم بین یدیں ہم و بایمان ہمہ لبسنا لکم الیوم جنت تھری من عتھنا الانھار خلدین فیھا ذلک ہوا الفوز العظیم۔ (المحیدہ - ۳) (اس دن تو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کھینکا ہوگا اور اُنکے آگے اور انکو دیش دوڑ رہا ہوگا آج کے دن تمھارے لئے خوشخبری ہے۔ بارغ جگے نیچے نہیں بہتی ہیں۔ انہی میں ہو گئے یہ بڑی بھاری کامیابی ہے)

اس مضمون پر اپنے خیالات کو پیش کر نیکی بجا یہ بہتر ہوگا کہ میں خود قرآن کریم کے الفاظ بعض ان اصلاحات متعلق پیش کروں۔ جو اسلام نے عورت کی حیثیت میں کیں۔ اس سے اس وقت کے رواج پر بھی روشنی پڑتی ہے جو کہ اس میں کوئی

تغیر نہیں ہوا۔ کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ اسلئے یہ ان واقعات اور روایات کی نہایت ہی مستند اور معتبر شہادت ہے۔ جو اس وقت پیش آئے۔ جو اس وقت عرب میں جاری و ساری تھے جنکا علم اور طریق پر حاصل ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ انہی آیات کے مطالعہ سے جنہیں عورتوں کے حالات کی اصلاح کی گئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ یہ بھاری باوجود یہودیہ اور عیسائیت کی تعلیم کے جو عرب میں پھیلانے کی کوشش کیا جا رہی تھی۔ کس کس پر مڑ سکی کھاتیں تھیں۔ زردشت کے مذہب۔ یہودیت اور عیسائیت کے اس وقت کے عربی واقعات سے بھی لیکن ان مذاہب کا اپنی اثر نہ ہوا تھا اور نہ ہوا وہ اب بھی آپنی اسی قوم پرستی میں۔ اسی بت پرستی میں۔ اسی بخواری میں اور عورتوں کو اسی ذلت کی حالت میں رکھنے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ امر واقع یہ ہے۔ کہ گوان مذاہب نے عورتوں کے مذہبی خیالات کی اصلاح کی کوشش کی۔ (گو وہ کوششیں بھی بے سود ثابت ہوئیں۔) لیکن انہوں نے اُنکے اخلاق کی درستگی کیلئے کوئی کوشش نہ کی۔ اور بالخصوص عورت کی عورت کی حالت میں اصلاح کی مطلق کوئی کوشش نہ کی۔ اور حق تو یہ ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کوئی کام نہ کیا ہوتا سوا اُنکے کہ عرب کو شرابخواری کی لعنت آزاد کر دیا ہوتا۔ اور سوا اُنکے کہ عورت کی حیثیت کو بلند فرما دیا ہوتا۔ پھر بھی نبیوں۔ مصلحین۔ انسانیت کے مربیوں میں سب سے اعلیٰ آپ کا ہی مقام ہوتا۔ اور آپ اس بات کے حقدار ہوتے۔ کہ آپ کو دنیا کا کامل ترین اور آخری نبی قرار دیا جاتا ہے۔

قرآن شریف کی بڑی سورتوں میں ایک سورۃ النساء ہے۔ جسکا نام ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت کی دنیا کے خیالات کے خلاف کس طرح عورت کو ایک عزت کا مقام دیا گیا ہو اس سورۃ کی ابتدا میں ہی وہ لفظ ہیں۔ جو اس کے مقام کو بہت بلند کرنے والے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا ذَوْجًا وَابْتَنٰ مِنْهَا رَجُلًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ وَادْعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا الْاَنْجِيْثَ وَالطَّيْبَ وَلَا تَسْأَلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَوْْبًا كَبِيْرًا۔ (اسے لوگو اپنے رب کا پاس کر دو۔ جس نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔ اور اسی کی جنس سے اس کا

KHILAFAT LIBRARY

جو پیرا کیلہ اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا اور اللہ کا پاس کر جس کا نام تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رخصتوں کا۔ یعنی عورتوں کے تعلقات کا پاس کرو۔ یقیناً اللہ تمہیں گہبان ہے۔ اور قیاموں کو ان کے مال دیدو۔ اور اچھی چیزوں کی جگہ بری نہ بدل دو۔ اور ان مالوں کو اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ۔ یہ ایک بھاری جرم ہے۔

یہ آیات اپنی اصلی حیثیت میں عورت کی مرد کے ساتھ مساوات اور عورت کے مرتبہ کیلئے ایک اعلیٰ درجہ کی سند ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ان آیات کے نزول سے پہلے دنیا کی عورت کی تاریخ سے واقف نہیں۔ اور وہ جو ان لوگوں کے دراجات سے واقف نہیں۔ جو ان آیتوں کے نزول کی وقت پہلے مخاطبین یعنی عرب میں مروج تھے ان چند سطروں کے اندر اندر ایک شاندار پیغام عورت کی آزادی اور عورت کی اصلاح کا پایہ لگے۔ اس کے مرتبہ کو عظیم الشان فہم کے مقام تک پہنچایا ہوا دیکھیں گے۔ اور اس کی بہتری اور اسکے حقوق کیلئے ایک سچا جوش اور اس کی حقیقی خیر خواہی انکو نظر آجائے گی۔ اور ان تمام امور کو اس قدر تک پہنچایا ہوا دیکھیں گے کہ اس سے بڑھ کر اعلیٰ اور ارفع مقام خیال میں نہیں آسکتا۔ سب سے پہلی بات جو ان آیات کے متعلق غور طلب ہے یہ ہے کہ وہ عام دنیا کے متعلق ہیں اور ان میں کل انسان مخاطب ہیں۔ گویا ساری دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ مرد اور عورت دونوں ایک ہی اصل سے ہیں۔ اسلئے اگر عورت جسمانی طور پر مرد کے مقابلہ میں کچھ کمزور ہے۔ یا مرد نے صدیوں کی تربیت اور صدیوں کی تدریجی ترقی قوی سے کچھ طاقتیں عورت پر بڑھ کر حاصل کر لی ہیں۔ تو نہ عورت کیلئے شرم کا مقام ہے کہ وہ کمزور رہی ہے۔ نہ مرد کیلئے فخر کا مقام ہے۔ کہ وہ طاقتور ہے۔ دونوں جنس ایک ہی نفس یعنی ایک ہی اصل سے پیدا ہوئی ہیں پس اگر ایک میں کچھ زیادتی یا دوسرے میں کچھ کمی ہے۔ تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ انکی اصلیت میں بھی کچھ فرق ہے۔ بلکہ یہ فرق خاص حالات کے ماتحت ایک کے ترقی کو لینے یا دوسرے کے اپنی ترقی کی پرواز کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ خالق کی نظر میں دونوں ایک ہیں۔ اور دونوں کو چاہئے کہ اپنی خلق کی شکر گزاری میں خالق کا پاس کریں۔ یہ بڑی بڑی پر معنی بات ہے کہ ابتداء کو ظاہر کرنے کے لفظ نفس استعمال کیا گیا ہے۔ جو مذکر و مؤنث دونوں پر یکساں حاوی ہے۔ پس اس آیت میں یہ تھی کہ انسانی حقوق کے

بارے میں عورت اور مرد کی مساوات قائم کر دی۔ بلکہ عورت قابل عزت اور احترام ٹھہرائے۔ اسلئے یہاں ایسے لفظ اختیار فرمائے جنہیں یہ مراحت نہیں۔ کہ مرد پہلے پیدا کیا گیا۔ تاکہ مرد کو ایک تقدم کے دعویٰ کا موقع نہ ملے۔ اسی طرح یہ جیب یہ فرماتا ہے کہ اسی نفس سے اس کے بیج کو پیدا کیا تو لفظ زوج ایک ایسا لفظ استعمال فرماتا ہے۔ جو مرد اور عورت دونوں پر یکساں حاوی ہے۔ یعنی زوج خاوند کہ بھی کہتے ہیں اور بی بی کو بھی۔ اور زوجہا میں ضمیر مؤنث اسلئے بھی ہو سکتی کہ لفظ نفس عربی زبان میں مؤنث پر استعمال ہوتا ہے۔

پس قرآن کریم یہ فرماتا ہے۔ کہ کل نسل انسانی ایک جڑ سے پھیلی ہے۔ اور اس طرح پر اسکے پھیلنے میں مرد و عورت دونوں یکساں ذمہ دار ہیں۔ اور یہ طرز بیان اسلئے اختیار کی گئی ہے۔ تاکہ لوگوں کو سمجھایا جائے۔ کہ انکو یہ حق نہیں کہ عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسے اپنی نسبت ادنیٰ مخلوق سمجھیں اور یہ کہیں کہ اس کے کوئی حقوق نہیں یا وہ ناپاک ہے۔ اور صرف مرد کی شہوات کو پورا کرنے کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اور اس کے قیام نسل کی خواہش کو عمل میں لانیکا ایک آلہ تھے پس یہ آیت ہمیں بتاتی ہے۔ کہ نہ صرف مرد اور عورت ایک ہی اصل سے پیدا ہوئے ہیں بلکہ نسل انسانی کے پھیلنے میں ان دونوں نے یکساں حصہ لینا تھا۔ اور لیا ہے پس اگر عورت ناپاک ہے۔ تو مرد بھی ناپاک ہے۔ اگر عورت اس بات کی مجاز نہیں۔ کہ وہ کسی وقت یا تو با نگاہ کو چھو سکے تو مرد بھی مجاز نہیں اور اگر عورت محض شہوات کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ تو مرد بھی ایسا ہی ہے۔ اور اس طرح پر مرد اور عورت کے مساوات کو قائم کرنے کیلئے بعد قرآن پھر لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا پاس کریں۔ کیونکہ اسی کے رحم کے ذریعہ سے اس قابل ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے التجا کریں۔ انعامات چاہیں یا اپنے اپنے حقوق طلب کریں۔ آیت کا یہ حصہ نہ حیثیت کی باہمی خوشی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یعنی اس محبت کی مسرت کا ذکر کرتا ہے۔ جو عورت اور مرد میں یا تو بحیثیت بیوی اور خاوند کے ہے۔ یا بحیثیت بہن اور بھائی یا ماں اور بیٹے کے۔ یا اور کسی رشتہ

کے لحاظ سے۔ خدا ہی ہے جس نے یہ محبت ہم کو عطا فرمائی ہے۔ یہ اسی کے رحم سے ہے۔ کہ یہ محبت ہم میں ترقی کرتی ہے۔ اسلئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اسکی عبادت کریں۔ اور اس کے احکام کا پاس کریں۔ یوں ایک نہایت ہی خوبصورت طرز بیان میں قلب انسانی کو یہ محسوس کرایا ہے کہ دونوں جنسوں میں جو اعلیٰ درجہ کی محبت ہے وہ کیسی قابل قدر چیز ہے۔ جب تک ہم ان باہمی جذبات محبت کی ٹھیک قدر کرنا نہ سیکھیں۔ ہم اس ذات کی قدر نہیں کر سکتے۔ جس نے یہ جذبات ہمارے اندر پیدا کیے ہیں پس قرآن کریم کا نشانہ یہ ہے کہ ہمیں چاہیے۔ کہ باہمی محبت اور الفت کی قدر کریں۔ اور ان جذبات کے خالق اور رب کا دل سے شکر یہ ادا کریں۔ اور اسکی حمد کریں۔ کہ اس نے ہمارے ایسی نعمت عطا فرمائی۔ اس سے صفائی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بجا و اسکے کہ مرد و عورت کے تعلقات کو جیسا بدھ یا عیسائی مذہب کے پیروؤں کا خیال تھا۔ ناپاک سمجھا جائے۔ قرآن کریم ان تعلقات کو ہمارے اندر مزید احساس شکر گزاری پیدا کرنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ کہ کس طرح ان جذبات کی قدر کریں۔ تو ہم خدا کے اور بھی زیادہ شکر گزار ہوں۔

اس کے بعد جو حصہ آیت کا آتا ہے۔ وہ حقیقت ساری سورۃ کا خلاصہ ہی نہیں بلکہ جو کچھ عورت کے حق میں شروع پیدا ایش یا ابتداء سے ارتقاء انسانی سے آج تک کہا گیا ہے۔ وہ اس سب کا خلاصہ ہے ان الفاظ کے ذریعہ سے اسلام نے عورت کو ایسے رفیع مقام پر پہنچایا ہے۔ اور اس کی حیثیت کو اس قدر بلند کر دیا ہے۔ کہ جس کے آگے اس کے لئے کوئی ترقی نہیں۔ کیونکہ اس سے آگے کوئی رتبہ ہی نہیں رہے عقل انسانی تجویز کر سکے کہ وہ قابل حصول تھا اور بانی رہ گیا ہے۔

جنازہ غائب جناب چودھری عبدالحمید خان صاحب کا چھوٹا بھائی عبدالقیوم خان بعمر ۳ سال جو بڑا نیک پارس اور مخلص احمدی تھا چودہ دن بخار اور درد شانہ سے بیمار رہ کر ۱۹ - اگست بروز جمعرات وقت شام ۷ بجے فوت ہو گیا انا اللہ وانا الیہ راجعون جملہ احمدی جماعت ہائے دین و دعات

تمام طبی و صحت پر مشتمل کتابیں

دیش اپکارک ویدیا امرت بھی

KHILAFAT LIBRARY

مکرم جون ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک

صرف نام و قیمتیں درج ہیں اس پر کتابت ہے کی رعایت ہے

رسالہ کام رتی ششما

کے قیمتیں اس کتاب اس قیمت پر سالہ نہیں کیا گیا ہے

۱۰	رسالہ بھارت	۱۰	رسالہ بھارت
۱۱	رسالہ بھارت	۱۱	رسالہ بھارت
۱۲	رسالہ بھارت	۱۲	رسالہ بھارت
۱۳	رسالہ بھارت	۱۳	رسالہ بھارت
۱۴	رسالہ بھارت	۱۴	رسالہ بھارت
۱۵	رسالہ بھارت	۱۵	رسالہ بھارت
۱۶	رسالہ بھارت	۱۶	رسالہ بھارت
۱۷	رسالہ بھارت	۱۷	رسالہ بھارت
۱۸	رسالہ بھارت	۱۸	رسالہ بھارت
۱۹	رسالہ بھارت	۱۹	رسالہ بھارت
۲۰	رسالہ بھارت	۲۰	رسالہ بھارت
۲۱	رسالہ بھارت	۲۱	رسالہ بھارت
۲۲	رسالہ بھارت	۲۲	رسالہ بھارت
۲۳	رسالہ بھارت	۲۳	رسالہ بھارت
۲۴	رسالہ بھارت	۲۴	رسالہ بھارت
۲۵	رسالہ بھارت	۲۵	رسالہ بھارت
۲۶	رسالہ بھارت	۲۶	رسالہ بھارت
۲۷	رسالہ بھارت	۲۷	رسالہ بھارت
۲۸	رسالہ بھارت	۲۸	رسالہ بھارت
۲۹	رسالہ بھارت	۲۹	رسالہ بھارت
۳۰	رسالہ بھارت	۳۰	رسالہ بھارت
۳۱	رسالہ بھارت	۳۱	رسالہ بھارت
۳۲	رسالہ بھارت	۳۲	رسالہ بھارت
۳۳	رسالہ بھارت	۳۳	رسالہ بھارت
۳۴	رسالہ بھارت	۳۴	رسالہ بھارت
۳۵	رسالہ بھارت	۳۵	رسالہ بھارت
۳۶	رسالہ بھارت	۳۶	رسالہ بھارت
۳۷	رسالہ بھارت	۳۷	رسالہ بھارت
۳۸	رسالہ بھارت	۳۸	رسالہ بھارت
۳۹	رسالہ بھارت	۳۹	رسالہ بھارت
۴۰	رسالہ بھارت	۴۰	رسالہ بھارت
۴۱	رسالہ بھارت	۴۱	رسالہ بھارت
۴۲	رسالہ بھارت	۴۲	رسالہ بھارت
۴۳	رسالہ بھارت	۴۳	رسالہ بھارت
۴۴	رسالہ بھارت	۴۴	رسالہ بھارت
۴۵	رسالہ بھارت	۴۵	رسالہ بھارت
۴۶	رسالہ بھارت	۴۶	رسالہ بھارت
۴۷	رسالہ بھارت	۴۷	رسالہ بھارت
۴۸	رسالہ بھارت	۴۸	رسالہ بھارت
۴۹	رسالہ بھارت	۴۹	رسالہ بھارت
۵۰	رسالہ بھارت	۵۰	رسالہ بھارت



مکرم جون ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک